REGD. No. P GDP-3
Registered With The Registrar Of News
Papers For India At No. R. N. 61 57
بدر
قادیان
شمارہ
۵۰ × ۵۱
سری لنکا میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان
دَورۂ مشرقِ بعید
"اس تاریخی سفر میں خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش، اس کی تائید اور قبولیت کے نشان دیکھ کر میرے جسم کا رُواں رُواں سراپا حمد بنا ہوا ہے۔ اس مبارک سفر میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں، اس کی رحمتوں اور احسانات کے جو بے شمار جلوے ہم نے دیکھے اُن کو یاد کرکے میرا دل حمد و شکر کے جذبات سے لبریز ہے اور میری روح اپنے ربِ کریم کے حضور بے اختیار سجدہ کرتی ہے۔"
ادارۂ تحریر

اداریہ

فیضانِ محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کرشمہ!

اللہ تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو وہ رفیع الشان مقام عطا کیا جو انسانیت کا انتہائی نقطہ اور نبوت کا آخری کمال ہے۔ اور جسے سورۃ احزاب میں "خَاتَمَ النَّبِیّٖن" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

آپؐ کی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ رُوحانیت اور اخلاق دُنیا سے یکسر نابُود ہو چکے تھے۔ ہر طرف شرک و الحاد، گناہ و معصیت اور ظلم و استبداد کا دَور دَورہ تھا۔ انبیاء گزشتہ کی لائی ہوئی مقدس تعلیمات انسانی دست بُرد کا شکار ہو کر بالکل مسخ ہو چکی تھیں۔ اور مذاہبِ عالم کے علم بردار اپنی بد اعمالیوں میں اس حد تک آگے بڑھ چکے تھے کہ دُنیا ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم : ۴۱) کا مہیب اور خوفناک نظارہ پیش کر رہی تھی۔

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور دُنیا کے ظُلمت کدہ کو نورِ رُوحانیت کی ضیا باریوں سے منوّر کرنے کے لئے اُس محسنِ انسانیتؐ کی بعثت عمل میں آئی جو وجہِ تخلیقِ کائنات ہونے کی بناء پر تمام انبیاء کا سردار، صُلحاء کا آقا اور شُہداء کا مخدوم تھا۔ ہاں وہی پاک اور مقدس رسُولؐ جسے الٰہی نوشتوں میں "بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند" (مکاشفہ یوحنا ۱۹/۱۶) قرار دیا گیا تھا۔ اور جس کی عظمت و برتری کا اعتراف کرتے ہوئے قرآن حکیم نے اعلان فرمایا — "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" (آل عمران : ۳۲) یعنی اے رسُول! تُو لوگوں کو اِس حقیقت سے آگاہ کر دے کہ اگر وہ مجھ سے محبّت رکھتے ہیں تو تیری اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھیں۔ کیونکہ اسی وسیلہ سے وہ میری محبت حاصل کر سکتے ہیں اور اُن روحانی انعامات کے وارث بن سکتے ہیں جن کا وعدہ مَیں نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں بایں الفاظ کر رکھا ہے :-

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ (النساء : ۶۹)

یعنی اِس اُمّت کا جو فرد بھی خدا اور اُس کے رسُول کے احکام کی کامل اتباع کرے گا وہ علیٰ حسبِ مراتب نبوّت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے عظیم القدر رُوحانی انعامات سے سرفراز کیا جائے گا۔ چنانچہ یہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی رُوحانی تربیت، کامل اتباع اور قوتِ قدسیہ ہی کا کرشمہ تھا جس نے آن کی آن میں عربوں کی کایا پلٹ دی۔ اور اُن میں ایک ایسا عظیم اور نمایاں رُوحانی انقلاب پیدا کیا جس کی بظاہر حالات توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ اِس عظیم الشان روحانی انقلاب کا نقشہ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے یُوں کھینچا ہے :-

اَحْیَیْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَۃٍ ۔۔۔ مَاذَا یُمَاثِلُکَ بِھٰذَا الشَّانِ

یعنی اَے میرے آقا! بے شک اِس شان میں تیرا کوئی ہمسر نہیں کہ تُو نے صدیوں کے مُردوں کو ایک ہی جلوے سے زندہ کر دیا — حقیقت بھی یہی ہے کہ جس کسی نے بھی آپؐ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپؐ کی اتباع کا جُوا اپنی گردن پر اُٹھایا وہ ابدی حیات کا وارث بنا۔ اُن میں وہ پاک وجود بھی تھے جو عشقِ رسُولؐ میں فنا ہو کر صدّیق ہوئے۔ وہ مقدس ہستیاں بھی تھیں جو آپؐ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر شہداء اور صالحین کے زُمرہ میں شامل ہوئیں۔ اور بالآخر اُن ہی میں سے وہ جلیل القدر رُوحانی فرزندِ جلیل بھی اُٹھا جس نے اپنے آقا و مُطاع صلی اللہ علیہ وسلّم کے رُوحانی فیضان اور بے پناہ قوتِ قدسیہ کے طفیل آپؐ کی غلامی میں اُمّتی نبی ہونے کا وہ لائقِ صد افتخار اِعزاز حاصل کیا جس کا سُورۃ نساء کی آیت متذکرہ بالا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ اور جس کی نسبت سُورۃ جُمعہ کی آیتِ کریمہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ..... الخ میں اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ مُسلمہ کو پہلے سے بشارت دے رکھی تھی۔ چنانچہ مامورِ زمانہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے رُوحانی فیضان اور قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اپنے اِس رُوحانی منصب کی نسبت فرماتے ہیں :-

"خُدا نے جو اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم۔ ناقل) کے دِل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مُرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور جو شخص بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے؟ ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اُس نبی کے ذریعہ سے پائی۔ اور زندہ خُدا کی شناخت ہمیں اُس کامل نبی کے ذریعہ اور اُس کے نُور سے ملی۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اس بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دُھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اور اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے رہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶)

اِسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے آپ اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں :-

دِگر اُستاد را نامے ندانم ۔۔۔ کہ خواندم در دبستانِ محمّدؐ

یعنی میرے معلّم اور اُستاد صرف اور صرف حضرت رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں جن کی شاگردی اور غُلامی میرے لئے سرمایۂ افتخار ہے۔

کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

پس جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے بعد ہر زمانہ میں اُمّتِ مُسلمہ کے ہزاروں افراد کا صدّیقیت، صالحیت اور شہادت کے گراں بہا رُوحانی انعامات سے سرفراز کیا جانا فیضانِ نبویؐ کے تا قیامت جاری و ساری رہنے کی محکم دلیل ہے وہاں مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعُود علیہ السلام کا دعویٰ ماموریت بھی اِس حقیقت کا زندہ اور تابندہ ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے رُوحانی فیضان اور قوتِ قدسیہ کے طفیل آج بھی اُمتِ محمدیہ کا ہر فرد اُن تمام انعاماتِ الٰہیہ کا وارث بن سکتا ہے جن کا وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کی کامل طور سے پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نَبِیِّنَا بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِاُمَّتِہٖ — اٰمین۔

خورشید احمد انور

ہفت روزہ بدر قادیان

جلسہ سالانہ نمبر

بابت

۱۶/۹ ربیع الاوّل ۱۴۰۴ھ

(مُطابق)

۲۲/۱۵ فتح ۱۳۶۲ ہش

۲۲/۱۵ دسمبر ۱۹۸۳ء

جلد ۳۲	شمارہ ۵۰-۵۱

شرحِ چندہ

سالانہ ———— ۳۰ روپے
ششماہی ———— ۱۵ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ———— ۸۰ روپے
فی پرچہ ———— ۷۰ پیسے
جلسہ سالانہ نمبر ————

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۳ فتح (دسمبر)۔ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران ربوہ تشریف لانے والے بعض مہمانانِ کرام کی زبانی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ :-

حضور پُرنور ایدہُ اللہ الودود بفضلہ تعالےٰ خیر و عافیت سے ہیں" الحمد للہ۔

احباب کرام اپنے محبوب اور پیارے آقا کی صحت و درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۲ فتح (دسمبر)۔ حضرت سیّدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ ۴ دسمبر ۸۳ء کی ورقی اطلاع کے مطابق "فلو کی وجہ سے گلے اور سینہ میں بہت درد ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے"۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیّدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

❀ — مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیّدہ بیگم صاحبہ و بچگان اور جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالےٰ خیر و عافیت سے ہیں۔

الحمد للہ

اِرشاداتِ عالیہ

خُدا کے نزدیک تمہاری اُس وقت قدر ہوگی

(جبکہ)

دِلوں میں تبدیلی اور خُدا کا خوف ہو

اگر یہ نہیں تو ہرگز ممکن نہیں کہ انسان گُناہوں سے بچ سکے

ملفوظاتِ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"دیکھو! یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو کہ مَیں گُناہ سے پرہیز کروں گا، یہی تمہارے لئے کافی نہیں۔ اور نہ صرف اُن کی تکرار سے خُدا راضی ہوتا ہے بلکہ خُدا کے نزدیک تمہاری اُس وقت قدر ہوگی جبکہ دلوں میں تبدیلی اور خدا کا خوف ہو۔ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے تو وہی بُرے خیالات اور حالات رہے تو اس سے کیا فائدہ۔ یقیناً جان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوفِ الٰہی ہے۔ اگر یہ نہیں تو ہرگز ممکن نہیں کہ انسان ان سب گناہوں سے بچ سکے جو کہ اسے بھِری پر چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ مگر خوف ہی ایک ایسی شئے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے۔ مثلاً بلّی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے جب اُسے معلوم ہو کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے یا پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسیں۔ اور موت آئی تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک نہیں پھٹکتے۔ اس کی وجہ صرف خوف ہے۔ پس جبکہ لایعقل حیوان بھی خوف کے ہوتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں تو انسان تو عقلمند ہے۔ اسے کس قدر خوف اور پرہیز کرنا چاہیئے۔ یہ امر بہت ہی بدیہی ہے کہ جس موقعہ پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے اس موقعہ پر وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا۔ مثلاً طاعون زدہ گاؤں میں اگر کسی کو جانے کے لئے کہا جاوے تو کوئی بھی جرأت کر کے نہیں جاتا حتیٰ کہ اگر حکام بھی حکم دیویں تو بھی تو پہاں اور زندان ہی جاوے گا۔ اور دل پر یہ ڈر غالب ہوگا کہ کہیں مجھ کو بھی طاعون نہ ہو جاوے۔ اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورا کر کے وہاں سے بھاگے۔ پس گناہ پر دلیری کی وجہ بھی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا ہی ہے۔ لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو اس کے لئے معرفتِ الٰہی کی ضرورت ہے۔ جس قدر خدا کی معرفت زیادہ ہوگی اسی قدر خوف زیادہ ہوگا۔ ؎

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

اس امر میں اصل معرفت ہے اور اس کا نتیجہ خوف ہے۔ معرفت ایک ایسی شئے ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان ادنیٰ ادنیٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے۔ جیسے پسّو اور مچھر کی معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک اُن سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ جو قادرِ مطلق ہے اور علیم و بصیر ہے اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔ اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہ اس قدر جرأت کرتا ہے۔ اگر سوچ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ معرفت ہی نہیں۔

بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر اُن کے دلوں کو ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اُن کے اندر دہریت ہے۔ کیونکہ دُنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خُدا کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دُعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقین کامل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ اسی وقت حاصل ہوگا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دُعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔ اور ساتھ ہی ساتھ دُعا بھی کرتے رہو۔ اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضا و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہے، جب تک خدا کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی۔

نماز جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی ارشاد ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی نماز نہ ہوگی۔ نماز کے معنی ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادات کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ نماز وہ شئے ہے جسے دِل بھی محسوس کرے کہ رُوح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ اُلوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقّت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرع سے دُعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندرِ نفس میں ہیں وہ دُور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اُس کے قلب پر گرا ہے۔ اور نفسِ امّارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے۔ جیسے اژدہا میں ایک سَمِّ قاتل ہے، اسی نفسِ امّارہ میں بھی سَمِّ قاتل ہوتا ہے۔ اور جس نے اس کو پیدا کیا اُس کے پاس اس کا علاج ہے۔"

(تقریروں کا مجموعہ صفحہ ۱ ۲ ۱)

مُرسلہ:۔ مکرم محمد عُبیداللہ صاحب قریشی۔ بنگلور۔

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا!

(اے اللہ کے رسُول! زندگی کیا ہے؟ یہی کہ تیری راہ میں جان قربان کر دینا)

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے تو ام ٭ وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

اے نبی اللہ مَیں تیرے بال بال پر فدا ہوں، اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں سب قربان کر دوں

اِتّباع و عشقِ روئے تو ز رہِ تحقیق چیست ٭ کیمیائے ہر دلے اکسیرِ ہر جانِ فگار

اے اللہ! تیری اتّباع اور تیرا عشق ہر دل کے لئے کیمیا اور ہر زخمی جان کے لئے اکسیر ہے

زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا ٭ رستگاری چیست در بندِ تو بودن صید وار

زندگی کیا ہے؟ یہی کہ تیری راہ میں جان کو قربان کر دینا۔ آزادی کیا ہے؟ یہی کہ تیری قید میں شکار بن کر رہنا

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم ٭ تا دلم دوران خورد دارد بتو دارد مدار

جب تک میرا وجود باقی ہے تیرا عشق میرے دل میں رہے گا جب تک میرا دل گردش کرتا ہے تب تک اس کا مدار تجھ پر رہے

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار

یا رسول اللہ میں تجھ سے مضبوط تعلق رکھتا ہوں

عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار

اُس دن سے کہ مَیں شیرخوار تھا مجھے تجھ سے عشق ہے

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

خطبہ جمعہ

آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا دن ہے

ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکّل کرتے ہوئے آج پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کی بنیاد رکھیں گے

اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے وقت سے آپ سب احمدیوں کی جو آسٹریلیا میں آباد ہیں ذمہ داری غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے

اب آپ ہی یہاں خدا کے نمائندہ ہیں، آپ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی عبادت کا حق ادا کرنا اور عبادت کو قائم رکھنا ہے

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ایسے لوگوں سے آباد کرے جن پر خدا کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں دن بدن یہ آبادی بڑھتی رہے اور جلد وہ وقت آئے جب یہ مسجد آپ کو چھوٹی نظر آنے لگے (آمین)

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۳۰ر تبوک دسمبر، ۱۳۶۲ ہش مطابق ۳۰ر ستمبر ۱۹۸۳ء بمقام سڈنی (آسٹریلیا)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

" آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور آسٹریلیا کی تاریخ میں

ایک خاص اہمیت کا دن

ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکّل کرتے ہوئے آج انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پہلی احمدیہ مسجد اور احمدیہ مشن ہاؤس کی بنیاد رکھیں گے۔

یہ دن جہاں بے حد برکتوں کا حامل دن ہے، اللہ تعالیٰ کے بہت سے فضل اس دن نازل ہوں گے۔ اور ان کے اثرات خدا تعالیٰ کے فضل ہی کے ساتھ بہت دیر تک ہم دیکھتے رہیں گے۔ وہاں اس کے ساتھ ہی یہ دن بہت سی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ وہ احمدی جو آسٹریلیا کو اپنا وطن بنا چکے ہیں۔ ان پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں۔ ان کو قبول کرنے کے لئے آسٹریلین احمدی دوستوں کو پوری طرح تیار ہو جانا چاہیئے۔

آسٹریلیا ایک ایسا ملک ہے جس میں دہریت اور مادہ پرستی یورپ کے بہت سے دوسرے ملکوں سے بھی زیادہ ہے۔ شاید مشرق میں رہتے ہوئے یہاں کے لوگوں میں یہ احساسِ کمتری پیدا ہو گیا کہ جب تک ہم دنیا پرستی میں سب سے آگے نہیں نکلیں گے۔ اس وقت تک اس غلط فہمی سے بچ نہیں سکتے کہ ہم مشرقی لوگ نہیں۔ اس لئے ہر وہ قدر جو انسان کو خدا سے دور لے جاتی ہے، ہر وہ رجحان جس سے روحانیت کا انکار ہوتا ہے، وہ اس قوم میں پایا جاتا ہے۔ یہاں آنے سے پہلے مجھے اس کا اتنا گہرائی کے ساتھ اندازہ نہیں تھا، جتنا اب ہوا ہے۔ چنانچہ یہاں آکر ان کا معاشرہ دیکھا۔ ان سے گفتگو کا موقع ملا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ دنیا کے کسی ملک میں بھی سوائے سکنڈے نیوین میں سے بعض ملکوں کے اتنی زیادہ دہریت اور مادہ پرستی نہیں پائی جاتی۔

اس ملک میں جو احمدی موجود ہیں ان کی بھی بڑی کسمپرسی کی حالت ہے۔ مرکز سے دوری، احمدیہ مشن کا نہ ہونا۔ اور تعداد کی کمی۔ یہ سارے ایسے محرکات ہیں جنہوں نے ان پر بد اثر ڈالا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایسے مخلصین موجود ہیں، مرد بھی اور عورتیں بھی، جنہوں نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ ہر قیمت پر اس معاشرہ پر غالب آئیں گے۔ اور ان کے کردار میں خدا تعالیٰ کے فضل سے زندگی کے آثار نظر آتے ہیں۔ لیکن بالعموم یہ کہنا درست ہے کہ جماعت کو اس ملک میں جس شان کے ساتھ دیکھنے کی میں توقع رکھتا ہوں وہ پوری نہیں ہوئی۔

امرِ واقعہ یہ ہے

کہ ان حالات میں دو قسم کے ہی ردِ عمل ہو سکتے تھے اور ہو سکتے ہیں۔ ایک ردِ عمل ہے حد سے زیادہ دہریت اور مادہ پرستی کے سمندر میں ڈوب کر اس سے مرعوب ہو جانے کا اور رفتہ رفتہ ان قدروں سے دور چلے جانے کا جن کو لے کر ہم اپنے ملکوں سے یہاں آئے تھے۔ اور دوسرا ردِ عمل ہے اس کے مقابل پر اور زیادہ سختی اختیار کرنے کا، بے چینی محسوس کرنے کا، فکر محسوس کرنے کا اور رستے تلاش کرنے کا۔ جن پر چل کر ہم ان کے بداثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ دوسرا ردِ عمل جس قوت کے ساتھ نظر آنا چاہیئے تھا اس قوت سے یہاں نظر نہیں آ رہا۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ قانونِ قدرت کو بھلا کر دنیا کی کوئی قوم بھی درحقیقت زندہ نہیں رہ سکتی۔ قانونِ قدرت کو نظر انداز کر کے دنیا کی کوئی چیز بھی غالب آنے کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتی۔ کجا یہ کہ وہ زندہ رہ سکے۔ انسانوں کی زندگی کو دیکھیئے یا حیوانوں کی زندگی کو دیکھیئے وہ اپنے ماحول سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ دو طرح سے متاثر ہوتے ہیں۔ بعض حیوانات کو مخالف حالات مٹا دیتے ہیں اور نابود کر دیتے ہیں۔ بعض حیوانات میں ایک ردِ عمل پیدا ہوتا ہے اور وہ ان حالات پر غالب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور قانونِ قدرت انہیں وہ نئے وسائل عطا کر دیتا ہے، نئے ذرائع انہیں میسّر آ جاتے ہیں جن سے وہ پیش آمدہ حالات کا بہتر رنگ میں مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہی ہے خلاصہ اس سارے انسانی یا حیوانی ارتقاء کا جس میں زندگی کی موت کے ساتھ ایک مسلسل جدّ و جہد نظر آتی ہے۔ اور دو ہی طرح کے ردِ عمل ظاہر ہوتے ہیں۔ تیسرا ردِ عمل ہمیں کوئی نظر نہیں آتا۔ یا تو یہ نظر آتا ہے کہ زندگی نے غیر معمولی کوشش کی اور موت پر غالب آ گئی۔ اور یا پھر زندگی موت کا شکار ہو گئی۔ اور یہی وہ ردِ عمل ہیں جو انسانی نظریات کی جنگ میں ہمیں نظر آتے ہیں۔

پس جب احمدی دوست اس دور دراز برِّ اعظم میں آتے اور یہاں رہنے کا فیصلہ کیا تو ان کو کھل کر یہ بات نظر آنی چاہیئے تھی کہ اگر انہوں نے

غیر معمولی جدّ و جہد

کے بغیر یہاں رہنے کا فیصلہ کیا ہے تو پھر اس بات پر بھی ان کو تیار ہو جانا چاہیئے کہ وہ اگلی نسلوں کو اپنے ہاتھ سے کھو دیں گے۔ اور رفتہ رفتہ اسی ماحول کا شکار ہو کر انہی لوگوں میں سے ہو کر رہ جائیں گے۔ یا اس کے برعکس انہیں عام حالات کی نسبت زیادہ ذمہ داری، زیادہ کوشش اور زیادہ جدّ و جہد کے ساتھ زندہ رہنا ہو گا۔ گرمی کا موسم ہو تو انسان کا گزارہ عام کپڑوں میں ہو جاتا ہے۔ گرمی کے موسم میں بغیر کپڑوں کے بھی انسان اپنے جسم کی حرارت کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ بلکہ وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ یہ حرارت کسی اور ذریعہ سے جسم سے نکلنی شروع ہو جائے تاکہ گرمی کا احساس کم ہو۔ لیکن اگر آپ NORTH POLE یا SOUTH POLE (قطب شمالی یا قطب جنوبی) کے برفانی علاقوں میں چلے جائیں تو ننگے جسم کا تو سوال کیا عام سردیوں کے موسم میں بھی جو کپڑے پہنے جاتے ہیں وہ کافی نہیں ہوا کرتے۔ وہاں زندگی کی

جدوجہد کے لئے کچھ مزید چیزوں کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اندرونی طور پر گرمی پیدا کرنے کے لئے خاص غذاؤں کی ضرورت پڑتی ہے، بیرونی طور پر موسم سے حفاظت کے لئے غیر معمولی لباس کی ضرورت پڑتی ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ موسم میں جتنی زیادہ خنکی پیدا ہو اتنی ہی جدوجہد بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو پھر زندگی کی توقع لے کر بیٹھنا محض حماقت ہے۔

پس جتنا زیادہ دہریانہ ماحول ہو، جتنی زیادہ دُنیا پرستی ہو اُتنا ہی احمدی کو کسی لباس کی تلاش کرنی چاہیئے۔ اس لباس کے بغیر وہ اس ماحول کی موت کی سردی سے بچ نہیں سکتا۔ وہ کونسا لباس ہے جو اس کو بچا سکتا ہے؟ قرآن کریم نے اس لباس کا نام لیا اور فرمایا:-

"وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ" (الاعراف آیت: ۲۷)

ایک ہی لباس ہے اور وہ

تقویٰ کا لباس

ہے جو مادہ پرستی کے سرد خانوں میں بھی آپ کو زندگی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ دُنیا کے پردہ پر آپ کہیں بھی چلے جائیں وہ آپ کی حفاظت کرے گا۔ اور آپ کو دنیا کے ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور لباس التقویٰ ہی ہے جو کبھی انسان کا لباس بنتا ہے اور کبھی اس کے لئے زادِ راہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسی تقویٰ کو زادِ راہ بنا کر بھی دکھایا اور فرمایا۔ تم تقویٰ کی زاد کو پکڑو۔ یہی زادِ راہ ہے جو تمہارے کام آسکے گا۔ یہ تقویٰ ہی ہے جو آپ کی حفاظت کے لئے اندرونی غذا کا کام بھی دیتا ہے اور آپ کی حفاظت کے لئے بیرونی لباس کا بھی۔ اور جتنا زیادہ ماحول مخالف ہو اتنا ہی زیادہ تقویٰ کی تلاش ہونی چاہیئے۔

یہ کیا چیز ہے؟ تقویٰ کس کو کہتے ہیں؟ تقویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہر فعل میں اور ہر سوچ میں اللہ کی طرف نگاہ رکھنی سیکھ جائے۔ اور یہ سوچنا شروع کرے کہ میں خدا کی خاطر زندہ ہوں۔ تقویٰ کا ایک معنی خوف بھی ہے۔ تقویٰ کا معنی ڈر بھی ہے۔ لیکن وہ ڈر نہیں جو کسی جانور یا سانپ یا بچھو سے ہوتا ہے۔ بلکہ تقویٰ ایسے خوف کو کہتے ہیں جو محبت کرنے والے کے پیار کو کھو دینے کا ڈر ہوتا ہے۔ ہمیشہ یہ خطرہ دامنگیر ہو کہ میں کوئی ایسا فعل نہ کروں، میری سوچ کوئی ایسی راہ اختیار نہ کرے کہ جس سے میرا پیارا اور محبوب خدا مجھ سے ناراض ہو جائے۔ اس کا نام تقویٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ طرزِ فکر اختیار کرو گے تو دُنیا کے پردہ پر جہاں بھی تم جاؤ گے یہ طرزِ فکر تمہاری زندگی کی حفاظت کرے گی۔ تمہارا لباس بھی بن جائے گی، تمہاری خوراک بھی ہو جائے گی۔ اور پھر تم کسی غیر اللہ کے شر سے خوف کھانے کی فکر میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔ کبھی غیر کے شر کے خوف میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا کا خوف ہر دوسرے خوف پر غالب آجاتا ہے۔ تو گویا قرآن کریم کے نزدیک اگر تم چاہتے ہو کہ بے خوف زندگی بسر کرو تو صرف ایک راہ ہے کہ

اللہ تعالےٰ کا خوف اختیار کرو

اس کی رضا سے دُور جانے سے ڈرو۔ اس پہلو پر میں کچھ مزید مختصر سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

منہ سے یہ کہہ دینا کہ تقویٰ خُدا کی محبت کا نام ہے، تقویٰ خدا کی محبت کے کھو دینے کے ڈر کا نام ہے۔ انسان ہر وقت یہ خیال رکھے کہ میں اللہ کی راہ پر قائم رہوں اور خدا مجھ سے ناراض نہ ہو، یہ منہ سے کہہ دینا بظاہر آسان بات ہے لیکن عملی زندگی میں ہر روز اس قسم کے امتحانات پیش آتے ہیں کہ ہر انسان اگر ہوش کے ساتھ زندہ رہے تو وہ یہ محسوس کر سکتا ہے کہ میرا عقیدہ اَور ہے اور میرا عمل اَور ہے، میرا دعویٰ اَور ہے اور وہ زندگی جو میں نے اختیار کرلی ہے وہ اَور ہے۔ ہر روز آپ کے لئے ایسے مواقع پیش آتے ہیں، مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی، جہاں آپ خُدا کی محبت کے کھو دینے کی نسبت اُن لوگوں کی محبت کے کھو دینے کے خوف سے مغلوب ہو جاتے ہیں جن میں آپ رہ رہے ہوتے ہیں۔ ان کے تاثرات جو آپ کے متعلق ہوں گے وہ آپ کی زندگی کے نقشے بنا رہے ہوتے ہیں۔ اور دماغ میں یہ ہوتا ہے کہ خدا کا تصوّر ہماری زندگی کا نقش بنا رہا ہے۔ آپ اپنے ماحول سے ڈرتے ہیں، اپنے ماحول کی باتوں سے خوف کھاتے ہیں، یہ ہمت نہیں پاتے کہ ماحول کے مخالف کوئی طرزِ زندگی اختیار کر سکیں اور سر اُونچا کر کے اُن لوگوں میں چل سکیں۔ ہمیشہ یہ خوف دامنگیر رہتا ہے، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی، کہ اگر ہم نے یہ کیا تو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ ہمارے متعلق کیا سمجھیں گے۔ اگر ہم نے اسلامی لباس پہنا تو اُن کو کیا محسوس ہوگا۔ اگر یہ لوگ ننگے پھر رہے ہوں اور ہماری عورتوں نے بُرقعے اوڑھ لئے تو یہ ہمارے متعلق کیا سمجھیں گے کہ کونسی بلائیں آگئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ

یہ وہ پہلا خوف ہے

جو تقویٰ کے مقابل پر انسانی زندگی میں راہ پاتا ہے۔ اور مذہبی معاشروں کو تباہ کر دیا کرتا ہے۔ جس طرح ایک تقویٰ خدا کا خوف ہے اسی طرح ایک تقویٰ دُنیا کا خوف بھی ہوا کرتا ہے اور ان دونوں کے درمیان وہ جنگ ہے جو ہمیشہ جاری رہتی ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی۔ تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ اللہ کی رضا کھو دینے کا خوف بہرحال ہماری زندگی پر غالب رہے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا کے خوف سے بچائے جاتے ہیں۔ اور کچھ وہ لوگ ہیں جن پر دُنیا کی رضا کھو دینے کا خوف ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ وہ بظاہر نیک بھی ہوں، بظاہر نمازیں پڑھنے والے بھی ہوں، بظاہر اعمال میں بڑے صاف دکھائی دیں اور لوگ ان پر اعتراض نہ کر سکیں، لیکن عملاً وہ بازی ہار چکے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اصل لڑائی نظریات کی دُنیا میں ہوا کرتی ہے۔ پس یہ دو قسم کے خوف ہیں جن کے درمیان جدوجہد ہمیشہ سے جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی۔ وہی آزاد مرد ہے جو دُنیا کے خوف سے آزاد ہوتا ہے۔ جو دُنیا کے خوف سے آزاد نہیں ہوتا وہ ہرگز آزاد نہیں۔ اس نے آج نہیں تو کل لازماً دُنیا کی غلامی اختیار کرنی ہے۔ اس لئے میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے نفسوں کو دُنیا کی آلائشوں سے آزاد کریں اور اپنے دِلوں میں خدا کا خوف پیدا کریں۔ اور خدا کے خوف کو اپنے اوپر غالب کر لیں۔ اللہ کے پیار اور محبت کو اس طرح اپنی غذا اور اوڑھنا بچھونا بنالیں کہ غیر اللہ اس میں داخل نہ ہو سکیں۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اسی کا نام توحید ہے، اسی کا نام زندگی ہے، اسی کا نام

اِنسانی ضمیر کی آزادی

ہے۔ گو اِسلامی اصطلاحوں میں ان چیزوں کے مختلف نام ہیں، لیکن حقیقت ایک ہی رہتی ہے۔

پس احمدیوں کے لئے بہت ہی اہم اور بنیادی حقیقت یہ ہے کہ وہ اِس دُنیا کے رُعب سے آزاد ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اَولاد کے جو دُعائیں کیں ان میں ایک چھوٹے سے مصرعے میں بہت ہی پیاری بات فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا

نہ آوے اُن کے گھر تک رُعبِ دجّال

کہ اے خُدا! میں یہ دُعا کرتا ہوں کہ ان کے گھروں میں دجّال کا رُعب داخل نہ ہو۔ کیونکہ ہمیشہ قومیں رُعب سے مار کھا جایا کرتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فتح کا نسخہ عطا فرمایا۔ اس میں یہی رُعب کا لفظ اِستعمال فرمایا۔

فرمایا:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

کہ اے مسیح! تو دنیا میں یہ اعلان کر سکتا ہے کہ مجھے بھی ایک رعب عطا کیا گیا ہے اور میں اس رعب کے ذریعہ سے دنیا پر غالب آؤں گا۔

پس احمدی اگر اپنے معاشرہ میں اپنا رعب نہیں رکھتے اگر ان کو یہ یقین نہیں ہے کہ ہم ایک زندہ معاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو دنیا پر غالب آنیوالا ہے، اگر وہ پوری طرح پُر اعتماد نہیں ہیں کہ جن قدروں کو لے کر ہم چل رہے ہیں یہ اچھی اور بہتر قدریں ہیں اور دنیا کی قدروں سے بہت بالا ہیں تو اگر وہ یہ نہیں کر سکتے تو وہیں وہ بازی ہار دیتے ہیں۔ پھر لاشے پھرتے ہیں اور خالی جسم نظر آتے ہیں۔ آج نہیں تو کل دن بدن اُن پر موت کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے اس بات کی طرف

مَیں بار بار توجہ دلاتا ہوں

کہ آپ اپنے نفسوں کی فکر کریں۔ اپنی طرزِ فکر کی فکر کریں۔ یہ ایک لمحہ آپ کی زندگی کے فیصلہ کا آپ کو زندوں میں بھی داخل کر سکتا ہے۔ اور غلط فیصلہ کے نتیجہ میں مُردوں میں بھی داخل کر سکتا ہے۔ آپ کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ہم کس کی خاطر جئیں گے۔ کیا ہم اس بات کی خاطر جئیں گے کہ ہمارا خدا ہم سے راضی رہے یا اس بات کی خاطر جئیں گے کہ جہاں ہم جائیں وہاں کے لوگ ہم سے راضی رہیں۔ اس دوسری قسم کی سوچ کے لوگ تو پھر بہروپیے بن جاتے ہیں۔ جہاں گئے وہیں کے ہو کر رہ گئے جس قوم میں داخل ہوئے ویسے بن گئے۔ جب یہ لوگ واپس اپنے معاشرہ میں آتے ہیں تو رفتہ رفتہ نیک بھی نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ ان کے رنگ بدلتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کہیں کے بھی نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان کے اندر ایک بنیادی کمزوری ہوتی ہے۔ ان کے اندر کوئی کردار نہیں ہوتا۔ وہ ایسے ماحول میں جائیں گے جہاں قدامت پرستی ہے تو قدامت پرست بھی بن جائیں گے۔ کسی دوسرے ماحول میں جائیں گے تو ویسے بن جائیں گے۔ اور یہ طرزِ زندگی جو بغیر کردار کے ہوتی ہے اور بغیر عظمت کے ہوتی ہے، اسلامی اصطلاح میں منافقت کہلاتی ہے لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ نہ وہ اِدھر کے رہتے ہیں اور نہ وہ اُدھر کے رہتے ہیں۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

(البقرہ آیت: ۱۵)

جب وہ اُن لوگوں سے ملتے ہیں یا اُن کے معاشرہ میں چلے جاتے ہیں جو ایمان لانے والے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو! ہم تو ایمان لانے والے ہیں۔ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ جب وہ اپنے شیاطین کی طرف جاتے ہیں جو ان کے دلوں میں بُرے خیالات ڈالتے ہیں اور بداعمالیوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو تمہارے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ تم خواہ مخواہ ہمیں قدامت پسند سمجھ رہے ہو۔ اور پرانے زمانوں کے لوگ کہہ رہے ہو۔ ہم میں اور تم میں تو کوئی فرق نہیں۔

یہ وہ روح ہے جس کا قرآن کریم نے کھلا کھلا تجزیہ کیا ہے۔ کیسی عظیم کتاب ہے کہ جس کی نظر سے کوئی

باریک سے باریک روحانی بیماری

بھی چھپی ہوئی نہیں۔ اور پھر ان کا علاج بتاتی ہے۔ اور اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کرو۔ مذہبی بیماریوں کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ یہ ہر علاج کا مرکزی نقطہ ہے۔ زندگی کے چشمہ سے تعلق پیدا نہیں ہوگا تو بیماریوں کا مقابلہ کیسے ہو سکے گا۔ توانائی کیسے آئے گی۔ اس لئے اللہ سے تعلق ہے جو دراصل آپ کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار اور ایسا ذاتی اور قطعی تعلق پیدا کیا جائے کہ جس کے مقابل پر دنیا بالکل حقیر اور بے معنیٰ اور بے حقیقت نظر آنے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے دل میں اللہ کا وہ پیار تھا اور پھر ساتھ عظمتِ کردار بھی تھی۔ وہ لباس پہنا کرتے تھے۔ ہر قسم کا لباس پہن لیتے تھے لیکن لباس اُن کا غلام رہتا تھا۔ وہ لباس کے کبھی غلام نہیں بنے۔ کھانے اچھے بھی کھاتے تھے، اچھی جگہوں پر بھی رہتے تھے۔ لیکن ہمیشہ ان چیزوں سے آزاد رہے۔ اور وہ چیزیں اُن کی غلام بنی رہیں۔ اس لئے کہ خدا کے تعلق اور محبت نے ان کو ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔ وہ انگلستان بھی پہنچے تو وہاں بھی آزاد مردوں کی طرح پہنچے۔ حقیقت یہ ہے کہ نقال قومیں دراصل زندہ رہا ہی نہیں کرتیں۔ ان کی زندگی کی حقیقت کوئی نہیں۔ یوں ہی دکھاوا ہے۔ اور آزاد قومیں دنیا کی چیزوں اور ان کے ماحول سے بے نیاز ہو کر زندہ رہا کرتی ہیں۔ پس وہ رعب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں بیان کیا گیا وہ آپ کے اصحاب کو عطا ہوا تھا۔ ان سے لوگ راہیں پکڑتے تھے۔ وہ لوگوں کی راہیں نہیں پکڑا کرتے تھے۔ جہاں پر دنیا کا رعب آجائے اس کا نقشہ اُلٹ جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی باتیں جن کے متعلق پسماندہ قومیں کبھی سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ہم یہ طرز اختیار کر سکتے ہیں۔ لیکن جب وہ لوگ جن کا اُن پر رعب ہے وہ طرزیں اختیار کرتے ہیں تو پسماندہ قومیں ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ایک زمانہ تھا جب ہمارے معاشرہ میں ٹنڈ کروانا یعنی اُسترے سے اچھی طرح سر منڈوا دینا ایک بہت ہی بے ہودہ چیز سمجھا جاتا تھا۔ اور جب قدامت پرست ماں باپ بعض دفعہ زبردستی اپنے بچوں کے سروں پر اُسترے پھروا دیا کرتے تھے تو بچے رویا کرتے تھے۔ اور شرم کے مارے رومال باندھ کر پھرتے تھے۔ اس لئے کہ ان کا دل کہتا تھا کہ یہ ایک بے ہودہ چیز ہے۔ لیکن جب آزاد قوموں میں سے بعض نے اپنے سر مونڈے اور ٹنڈ کروا کر باہر نکلے تو یہی لوگ جو پہلے شرمایا کرتے تھے انہوں نے ان کی پیروی کرنی شروع کر دی۔ اور اپنے معاشرہ میں اسی طرح سر منڈوا کر پھرنے لگے کہ اب یہ فخر کی بات ہے۔ ایک طرف ایک آزاد قوم ہے جس کا رعب ہے۔ دوسری طرف ایک غلام ذہنیت ہے جو اس رعب کے تابع ہے۔ اور چُپ کر کے اسے اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ کسی زمانہ میں کوئی آدمی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ حلیہ بنا کر ہپّی کی طرح کوئی انسان اپنی سوسائیٹی میں پھرے۔ بلکہ جس زمانہ میں انگریز قوم ایک خاص لباس پر غیر معمولی توجہ دیا کرتی تھی۔ یعنی اکڑے ہوئے کالر اور خاص قسم کی ٹائیاں اور خاص قسم کے ہیٹس (HATS) تو یہ وہ لوگ ہیں جو اس زمانہ میں اس سے کم لباس کو جہالت سمجھتے تھے۔ اور اپنی قوم کو حقارت سے دیکھا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے بھلا یہ بھی کوئی لوگ ہیں جو دنیا میں بس رہے ہیں اور شلواریں پہنی ہوئی ہیں بیوقوفوں کی طرح اور چوغے پہنے ہوئے ہیں اور احمقانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پگڑی کا تو تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن جب مغربی قوموں نے یہ باتیں شروع کیں تو انہوں نے حد سے زیادہ بے ہودہ اور لغو لباس اختیار کر لیا۔ اور یہ ان کے لئے فخر کا نشان بن گئید اُنہوں نے آزادی سے یہ کیا ہے۔ وہ غلام نہیں تھے۔ اُن کی آزادی نے ایک غلط رستہ اختیار کر لیا۔ انہوں نے آزادی کا یہ مطلب سمجھا کہ اب ہم آزاد ہیں دنیا جہان کی ہر ہیئت اختیار کرنے پر۔ اور ہر گندگی اختیار کرنے پر اور اُن کی آزادی جب اس رستے پر چلی تو غلام لوگوں نے اُن کی پیروی اُن رستوں پر بھی شروع کر دی۔

پس حقیقت یہ ہے کہ

دو نظریات کی جنگ

ہے۔ اس کو سمجھنا پڑے گا۔ یا وہ رعب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا اور آپ کو ایک ایسا معاشرہ بخشا جو دنیا کے رعب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور یا وہ دنیا کا رعب ہے جو جہاں چاہے گا، آپ کو لئے پھرے گا۔ کوئی اس میں مقام نہیں ہے، کوئی اس میں تنزل نہیں ہے۔ کوئی رُخ معیّن نہیں ہے۔ جس طرف وہ آزاد قومیں اپنے دماغ کے پھرنے کے نتیجہ میں پھر جانے کا فیصلہ کریں گی آپ لوگ اُن کے پیچھے پیچھے پھریں گے۔ اور اس وقت وہ معاشرہ ایسی گندگی میں داخل ہو چکا ہے کہ سوائے دکھوں کے اس کا اور کوئی انجام نہیں رہا۔ ان قوموں میں اندرونی طور پر بڑی تیزی سے یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہماری کوئی زندگی نہیں۔ لذتوں کی تلاش ان کو ایسی بھیانک جگہوں پر لے جا چکی ہے کہ وہاں لذتوں کی بجائے گندگی ہے اور اس کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ مغربی قوموں نے اس آزادی کے نتیجہ میں لذت یابی کے ایسے ایسے خوفناک طریق سیکھے ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک SADISM ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک جانوروں کی طرح کسی کو مارو نہیں اور تقریباً ادھ مُوا نہ کر دو اس وقت تک نہ جنسی لذت اس میں پیدا ہو سکتی ہے اور نہ اس میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اب لذت یابی کا ایک یہ تصور ہے۔ کچھ دیر SADISM پر رہے اب اس نے ایک اور شکل اختیار کر لی ہے کہ جب تک چھوٹے بچوں کو ہوس کا نشانہ نہ بناؤ اس وقت تک تمہیں کوئی جنسی لذت حاصل نہیں ہوگی۔ چنانچہ امریکہ کے موجودہ اعداد و شمار کے مطابق وہاں کی آبادی کے ۳۰ فیصد لوگ بچوں پر

ظلم کرنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اور جو بچے اُن کے مظالم کا شکار ہوتے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے زندگی کی لذّت کھو بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اُن کے پاگل خانے بھر رہے ہیں۔ اعصابی مریض دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ جُرم بڑھتا جا رہا ہے۔ لیکن اندھی تقلید کرنے والے اس خیال سے کہ یہ ماڈرن قومیں ہیں اُن کے پیچھے پیچھے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن جماعتِ احمدیہ کے افراد کو تو سر اُونچا کر کے اُن کو اپنی طرف بُلانا ہے کہ ادھر آؤ ہم تمہیں تہذیب سکھاتے ہیں۔ تم غلط رستے پر چل رہے ہو۔ تمہاری راہیں غلط ہیں۔ تم دُنیا کے کیڑے بنتے چلے جا رہے ہو۔ تمہیں اس کا کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ اب ظاہر ہے اگر اس کی بجائے آپ خود ہی ان سے متاثر ہو جائیں ان سے شرمانے لگ جائیں۔ اور یہ خیال اپنے اُوپر غالب کر لیں کہ دُنیا ہمارے متعلق کیا کہے گی تو پھر تو آپ دُنیا کا کوئی کام نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے مَیں احبابِ جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے

اندر احساسِ برتری پیدا کریں

اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کریں کہ اسلام کی جو آزادی ہے وہ دراصل اللہ کی غلامی میں ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو آزادی کے تصوّر کا خلاصہ پیش کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ تفصیلی جائزہ لے کر دیکھ لیں، اس سے بہتر تعریف اور کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میری غلامی اختیار کرو تو تمام جھُوٹے خداؤں سے تم آزاد ہو جاؤ گے۔ یہ غلامی تمہیں ہر دُوسرے جذبہ اور ہر دوسرے نظریہ سے آزادی عطا کرے گی جب کہ خدا کی غلامی سے نکلنا نام ہے ہر دُوسری چیز کی غلامی کا۔ یہ ہیں وہ دو نظریات جن کی آپس میں جنگ جاری ہے۔

مَیں نے آپ کو اس کے متعلق مختصرًا بتایا ہے ورنہ گھنٹوں اس کی مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ کس طرح خدا کی اطاعت کتنی ہی قسموں کی غلامیوں سے آزاد کرتی ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنا انسان کو دُنیا کا غلام در غلام بناتا چلا جاتا ہے۔ وہ رسموں کا غلام بن جاتا ہے۔ معاشرہ کا غلام بن جاتا ہے۔ پیٹ کا غلام بن جاتا ہے۔ نفسانیت کا غلام بن جاتا ہے۔ غرضیکہ غلامی کے تصوّر کی کوئی ایسی بھیانک چیز نہیں ہے جو اس میں نہ پائی جاتی ہو۔ اس لئے صرف نام رکھ لینا تو آزادی نہیں کہلاتی۔ اس میں کوئی حقیقت ہونی چاہیئے۔ اس وقت آپ کو دُنیا میں جو آزاد قومیں نظر آ رہی ہیں وہ صرف خدا اور خدا کے تصوّر سے آزاد ہوئی ہیں۔ یہی ایک "آزادی" ہے جس نے ان کو دُوسری چیزوں کا غلام بنا دیا ہے۔ اور اس غلامی میں وہ دن بدن زیادہ جکڑی جا رہی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جن لوگوں نے ان کو آزاد کرنے کا بیڑہ اُٹھایا ہے وہ

پہلے خود اپنی آزادی کی فکر کریں

اگر خدانخواستہ وہ خود ہی اپنے ہاتھوں میں رسم و رواج کی زنجیریں پہن لیں گے، اور اُن کے پاؤں میں دُنیاوی آلائشوں کی بیڑیاں چلی جائیں گی تو ان قوموں کو کس طرح زندہ کریں گے۔ اس لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں داخل ہوں۔ اور اس سے پیار کریں۔ اور اس سے سچّا تعلق جوڑیں۔ اس کے نتیجہ میں پھر وہ چیز نصیب ہوتی ہے جس کو بعض لوگ معجزہ کہتے ہیں۔ یعنی خدا کا تعلق انسان کی عملی زندگی میں الٰہی نصرت بن کر داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہ نصرت انسان کو خود بھی نظر آنے لگتی ہے۔ آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے، بلکہ ایک زندہ اور صاحبِ اقتدار ہستی میرے ساتھ ہے۔ اور غیروں کو بھی وہ نُصرت نظر آنے لگتی ہے۔

یہ وہ دوسرا حصّہ ہے اس مضمون کا جسے رُوحانیت کہتے ہیں۔ رُوحانیت کے بغیر آپ مادیت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب تک آپ اس یقین کے ساتھ زندہ نہیں رہتے کہ خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔ خدا ایک صاحبِ اقتدار ہستی ہے جو میرے لئے دُنیا میں تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہے اور کرتی ہے۔ دُنیا جو چاہے کرے لیکن خدا میری حفاظت فرمائے گا، اُس وقت تک دُنیا میں رُوحانی انقلاب بپا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ حقیقت ہے جو انسان کے مقاصد کو واضح اور اس کی کامیابی کے سامان پیدا کیا کرتی ہے۔ اس کا پہلا قدم انسان کے اپنے

نفس کی آزادی

ہے۔ یعنی خُدا کی غلامی میں آجانا پہلا قدم ہے۔ تقویٰ کی حفاظت کرنا یعنی اللہ کی یاد کو اپنا اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا سب کچھ بنا لیا جائے۔ اور ہر چیز پر خدا تعالیٰ کو فضیلت دی جائے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو بندہ خدا کے حضور پیش کرتا ہے۔ لیکن خدا ان چیزوں کو سمیٹ کر نہیں بیٹھ جاتا۔ خدا اپنے ان بندوں پر اپنی قدرتیں ظاہر کرتا ہے، اُن سے محبت اور پیار کا سُلوک فرماتا ہے۔ ان کو تقویت دیتا ہے۔ ان کو حوصلے بخشتا ہے۔ ان کی نگاہوں کو حقیقی آزادی عطا کرتا ہے۔ پھر ان کے لئے کوئی جھجک نہیں رہتی وہ کوشش کر کے آزاد نہیں ہوتے بلکہ آزادی اُن کی فطرت بن جاتی ہے۔ دنیا جن چیزوں کو بہت پسند کرتی ہے اور ان میں لذّتیں ڈھونڈتی ہے ان کو ان چیزوں میں حقارت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، گندگی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ ایسے انسانوں کے جو باخدا ہو جائیں نظریے بدل جاتے ہیں۔ معیار بدل جاتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں، اُن کے ذوق، ہر چیز میں فرق پڑ جاتا ہے۔

چنانچہ ایسے لوگ جب دُنیا کی پیروی کرنے والوں کو دیکھتے ہیں تو کبھی اُن کو رحم بھی نہیں آتا کہ پتہ نہیں ہم کیا چیز کھو بیٹھے ہیں۔ اور کیا ان کو حاصل ہو رہا ہے۔ ان کے لئے تو وہی مثال ہے جس طرح مُردار خور جانور کسی مُردار پر بیٹھے ہوئے مُنہ مار رہے ہوں۔ اور کوئی انسان پاس سے گزرے تو کیا کبھی وہ یہ سوچے گا کہ اوہ مَیں کس نعمت سے محروم ہُوں۔ یہ تو اپنی مرضی کے مطابق ہر چیز کھا رہا ہے اس کی تو جیسی ہی موجیں ہیں، ہر گندگی سے بھی لذّت پا رہا ہے۔ مجھ بے چارے کو دیکھو مَیں محروم ہُوں۔ جب تک خاص قسم کا کھانا نہ ہو مَیں کھا نہیں سکتا۔ جب تک حفظانِ صحت کے اُصول کا خیال نہ رکھوں اُس وقت تک بچ نہیں سکتا۔ اور اس جانور کو دیکھو کتنا خوش نصیب جانور ہے۔ کبھی آپ کو اس قسم کا خیال نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ آپ کے معیار بدل چکے ہیں۔ آپ کے ذہن میں اگر خدا کا تصوّر موجود ہے تو آپ خدا کا شکر کریں گے کہ مردار خور جانوروں کی طرح ہمیں نہیں بنایا۔ ان گندگیوں سے پاک کیا۔ ہمیں پاک غذائیں عطا فرمائیں۔ ہمارے مذاق اُونچے کئے۔ پس اہل اللہ بھی جب دُنیا داروں کو دیکھتے ہیں تو اُن کا طبعی ردّ عمل بھی یہی ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالےٰ ان کو لذّتیں عطا کرتا ہے۔ ان کے ساتھ رہتا ہے، ان کے لئے معجزے دکھاتا ہے۔

مجھے یاد آ گیا۔ کل ہی کی بات ہے، ایک دوست نے مجھ سے یہاں سوال کیا تھا کہ

مُعجزہ کیا ہوتا ہے

آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی معجزہ دیکھا ہے؟ مَیں نے اُن سے کہا تھا، ایک معجزہ نہیں متعدد بلکہ بعض پہلوؤں سے ان گنت معجزے بھی کہہ سکتے ہیں جو مَیں نے دیکھے ہیں۔ جماعتی معجزے بھی ہیں، گزشتہ خلفاء کے معجزے بھی ہیں۔ میری اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ کے معجزانہ سُلوک بھی ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے بھی کچھ بتائیں۔ چنانچہ مَیں نے ان سے کہا بتانے کا یہاں سوال نہیں۔ جب بھی جماعت میں کوئی ایسا موقع آئے گا خطبات یا حسبِ حالات کچھ نہ کچھ انسان بیان کرتا رہتا ہے۔ اور مَیں پہلے بھی بیان کرتا رہا

ہوں۔ لیکن اب یہ جو ذکر چلا معجزہ کا اور خدا کی اطاعت کا تو مجھے خیال آیا کہ احباب کو ایک ایسا واقعہ بتاؤں جس سے آپ کو اندازہ ہو کہ اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دوسری چیزوں کو انسان کا غلام بنا دیتا ہے۔ اور خدا کا یہ سلوک نظر آتا ہے۔

چنانچہ یہ جو اطاعت ہے ضروری نہیں کہ یہ براہِ راست اللہ کی اطاعت ہو۔ یہ اطاعت بعض دفعہ خدا کے مقرر کردہ خلفاء کی یا ان کے مقرر کردہ اُمراء کی اطاعت ہوتی ہے، بعض دفعہ اُن اُمراء کے مقرر کردہ چھوٹے چھوٹے عہدیداروں کی اطاعت ہوتی ہے یہ بھی اللہ کی اطاعت بن جاتی ہے۔ اس لئے جب مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ اطاعت کرنا سیکھیں اور خُدا کی اطاعت کرنا سیکھیں تو مراد صرف یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو فرمایا ہے وہی اطاعت ہے۔ خدا تعالیٰ کے نظام کو چلانے کے لئے جو بھی خدا کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اس کی اطاعت بھی خدا کی اطاعت بن جاتی ہے۔ اس کے مقرر کردہ عہدیداران کی اطاعت بھی خدا کی اطاعت بن جاتی ہے۔ اور یہ مضمون آگے تک چلتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ تکبر سے یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ یہ تو چھوٹا آدمی ہے۔ ہم اس کی بات نہیں مانیں گے۔ ہاں خلیفۂ وقت کی بات مان لیں گے۔ اس کی بیعت کی ہے۔ حالانکہ وہ اس رُوح کو سمجھتے نہیں ہیں کہ خلیفۂ وقت کی پھر کیوں مانو گے وہ بھی تو ایک انسان اور حقیر انسان ہے۔ پھر تم براہِ راست خُدا سے کہو کہ وہ تُم سے کلام کیا کرے۔ اور تمہیں براہِ راست ہدایت دیا کرے۔ اگر تمہارے اندر اتنا تکبّر ہے تمہاری اتنی شان ہے تو پھر خلیفۂ وقت کے نمائندہ کی بات بھی نہ مانو بلکہ اس کی بھی نہ مانو، پھر نبی کی کیوں مانو گے وہ بھی تو ایک انسان ہے، پھر تو براہِ راست اللہ سے مطالبہ ہونا چاہیئے کہ اَے خُدا! تو خود ہمیں بتا کہ کیا کرنا ہے۔ تب ہم مانیں گے۔ ورنہ کسی انسان کی نہیں مانیں گے۔ اور اگر یہ حرکتیں کریں گے تو اسی کا نام قرآن کریم شیطانیت اور ابلیسیت رکھتا ہے۔ اس لئے جس اطاعت کے بدلہ پھل ملتا ہے وہ

اطاعت کوئی معمولی چیز نہیں ہے

اس کے اندر بڑی گہری رُوح ہے۔ اس میں تو انسان سب سے پہلے اپنے نفس سے آزاد ہوتا ہے۔ تب جاکر اطاعت کرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نفس کا غلام ہو اور اللہ کا مطیع ہو۔ یہ دونوں چیزیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں۔ چنانچہ میں آپ کو جو مثال دے رہا تھا کہ اطاعت آپ کو آزاد کر دیتی ہے دُوسری چیزوں سے۔ اور دوسری بیماریاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرنے دیتیں۔ یہ اس کی مثال ہے۔ سب سے پہلے نفس کو پاک کرنا پڑے گا۔ اپنے ضمیر کو آزاد کرنا پڑے گا کہ مَیں صرف صرف خدا کے سامنے جھکتا ہوں۔ اور خدا کی نمائندگی میں اگر مجھ سے بہت ہی ادنیٰ آدمی بھی مجھ پر حاکم مقرر ہو تو میں اس کے سامنے بھی جھکوں گا۔ یہ ہے اسلامی اطاعت کی رُوح۔ اگر اس کی تربیت مل جائے تو اس اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بعض دفعہ انسان کو بہت سے معجزات دکھاتا ہے۔ اور یہ بتانے کے لئے اور یقین پیدا کرنے کے لئے کہ میری خاطر تم نے کیا ہے، مَیں تمہاری خاطر دُنیا کو تمہارا غلام بناؤں گا۔ مَیں اس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک وفد مشرقی پاکستان بھجوایا۔ جس میں مَیں بھی شامل تھا۔ وہاں سے واپسی پر مجھے کراچی میں ربوہ سے حضورؒ کا فون پر یہ پیغام موصول ہوا کہ پہلی فلائیٹ پر یہاں پہنچ جاؤ۔ رپورٹ کا انتظار تھا۔ ہمارے بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بھی تھے۔ اور ہمارے ایک اور بھائی کرنل مرزا داؤد احمد صاحب جن کے ہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے فون پر پتہ کیا تو بتایا یہ گیا کہ اُس دن کی ساری (FLIGHTS) پروازیں BOOKED ہیں۔ صبح کی FLIGHT کا تو سوال ہی نہیں۔ اور جب انہوں نے پُوچھا کہ CHANCE پر کوئی جگہ مل سکتی ہے؟ یعنی اتفاقاً کچھ لوگ رہ جاتے ہیں تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اتنا RUSH ہے کہ CHANCE پر بھی سینکڑوں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس جلوس کے آخر پر اگر ہم ان کا نام لکھ لیں تو پھر بھی شاید کئی دن کے بعد باری آئے۔ یہ اس وقت RUSH کی حالت تھی۔ تو انہوں نے کہا پھر تو ربوہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم چند دن ٹھہرو۔ تمہاری سیٹ بُک کروا دیتے ہیں۔ جب باری آ گئی چلے جانا مَیں نے ان سے کہا کہ آپ کی یہ سوچ ہو گی ٹھیک ہے اور اس پر مَیں اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے

حضرت صاحب کا حُکم

ہے کہ تم نے کل ضرور پہنچنا ہے۔ اس لئے مَیں نے تو ضرور جانا ہے۔ انہوں نے کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم جا ہی نہیں سکتے۔ مَیں نے کہا سوال بے شک نہ پیدا ہوتا ہو۔ مَیں نے ائیرپورٹ پر جانا ہے۔ کوشش کرنی ہے پھر اللہ کی جو مرضی، مگر یہاں مَیں چین سے نہیں بیٹھ سکتا کہ خدا تعالیٰ کا خلیفہ مجھے حکم دے کہ تم پہنچو اور مَیں آپ کے ساتھ بیٹھا آرام سے انتظار کرتا رہوں۔ کہ جو کوشش کرنی تھی کر لی۔ CHANCE ہے، وہ بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کوشش تو کرنی چاہیئے۔ خیر مَیں جب صُبح روانہ ہُوا تو سب نے مذاق سے ہنس کر کہا کہ ہم تمہارا ناشتہ پر انتظار کریں گے۔ واپس آکر ناشتہ ہمارے ساتھ کرنا۔ مَیں ائیرپورٹ پر گیا۔ انہوں نے کہا سیٹ ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ مَیں نے کہا بہت اچھا، نہیں ہے تو مَیں یہاں کھڑا رہتا ہوں۔ مَیں نے کہا CHANCE؟ انہوں نے کہا CHANCE کا بھی کوئی سوال نہیں مَیں نے کہا کوئی حرج نہیں۔ مَیں انتظار کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ مَیں ابھی انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں وہ جو رجسٹر ہوتا ہے وہ انہوں نے بند کیا۔ اور CALL دی کہ جہاز چلنے والا ہے۔ مسافر سوار ہونے کے لئے چلے جائیں۔ چنانچہ رجسٹر PACK کر کے روانہ ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایسا یقین ڈال دیا تھا کہ میں نے جانا ہی جانا ہے، مَیں وہیں کھڑا رہا۔ ایک نوجوان لڑکا میرے پاس دوڑتے ہوئے آیا۔ اور کہنے لگا آپ کو لاہور کے لئے ٹکٹ چاہیئے؟ مَیں نے کہا ہاں مجھے چاہیئے۔ کہنے لگا میرے نام کا ہے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں میرے نام پر سفر کرنے میں۔ مَیں نے کہا، نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مَیں نے اُسی وقت اس کو پیسے دیئے۔ باوجود اس کے کہ اعلان ہو چکا تھا کہ جہاز پرواز کرنے والا ہے۔ رجسٹر وغیرہ PACK کر کے جہاز کے عملہ کے لوگ روانہ ہو چکے تھے۔ مَیں نے اس کو پیسے دیئے۔ اور ٹکٹ لے لیا۔ کیونکہ پاکستان میں اگر کوئی آدمی (INTERNAL FLIGHT) اندرونِ ملک پروازوں میں جہاز MISS کرے تو اسے کافی جُرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ بیچارا گھبرایا ہُوا تھا۔ خیر مَیں کھڑا تھا کہ اتنے میں جہاز کے عملہ کا ایک آدمی دوڑتے ہوئے آیا۔ اور کہا ایک سواری کم ہے۔ کوئی مسافر پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ مَیں نے کہا مَیں ہُوں۔ اُس نے میرا سامان پکڑا اور کہا یہ ساتھ ہی جلے گا۔ کیونکہ اب الگ لوڈ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ چنانچہ سُوٹ کیس ہاتھ میں پکڑا۔ اور ہم دوڑتے دوڑتے جہاز میں سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے۔

اب یہ جو واقعہ ہے کوئی دُنیا دار آدمی ہزار کوشش کرے اس کو اتفاق ثابت کرنے کی۔ لیکن جس پر گزرا ہو وہ اسے کیسے اتفاق سمجھ سکتا ہے، اس کو

سو فیصدی یقین

ہے کہ ان سارے واقعات کی یہ (CHAIN) زنجیر جو ہے، یہ اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ ہوائی جہاز اور ان کے عملہ وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ تم اگر میرے غلام بنتے ہو تو یہ تمہارے غلام بن جائیں گے۔ تمہارے لئے حالات تبدیل کئے جائیں گے۔ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات تھی۔ لیکن جس کے ساتھ یہ بات گزرے اُس کی زندگی پر یہ بہت گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اتنا گہرا اثر کہ ہمیشہ کے لئے دل پر اللہ کا پیار اور اس کا احسان نقش ہو جاتا ہے۔

پس میں آپ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ کیوں ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے جب تک آپ ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے، آپ اللہ کو نہیں پا سکتے۔ اگر آپ اللہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو خدا تعالےٰ سے پیار اور محبت کا اتنا گہرا اور اتنا کامل اور اتنا غیر متزلزل تعلق پیدا کرنا پڑے گا کہ دُنیا کی کوئی صورت حال آپ کے ارادہ کو بدل نہ سکے۔ آپ عزت کے ساتھ سر اُٹھا کر ہر جگہ گھومیں پھریں۔ اور محسوس کریں کہ آپ آزاد ہیں۔ اور یہ لوگ غلام ہیں۔

ایک دفعہ انگلستان میں

ایک بڑا دلچسپ واقعہ

ہوا۔ وہاں ہر سال یکم جنوری کو لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے وہ آپ نے سُنی ہو گی۔ رات بارہ بجتے ہیں۔ اور بے حیائی کا ایک طوفان سڑکوں پر اُمڈ آتا ہے۔ اُس وقت ہر شخص کو آزادی ہوتی ہے۔ وہ جس کو چاہے گلے لگائے۔ اور پیار کرے۔ خواہ وہ کتنا گندا ہی کیوں نہ ہو، اُس کے مُنہ سے شراب کی بدبُو آتی ہو۔ یا اور کئی قسم کی غلاظتیں لگی ہوں۔ خیر رات کے بارہ بج رہے تھے۔ میں برسٹل کے ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھا ہُوا تھا۔ میں وہاں کسی کام کے سلئے گیا ہُوا تھا۔ اس وقت فارغ ہو کر واپس گھر جا رہا تھا۔ تو جس طرح دُوسرے احمدیوں کو یہ خیال آتا ہے کہ ہم سال کا نیا دِن نفل سے شروع کریں۔ اسی طرح مجھے بھی یہ خیال آیا۔ چنانچہ میں نے وہاں نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر کے بعد مجھے یہ احساس ہُوا کہ میرے پاس ایک آدمی کھڑا رو رہا ہے۔ اور رو بھی اس طرح رہا ہے جس طرح بچے ہچکیاں لے لے کر روتے ہیں۔ میں اگرچہ اس حالت میں نماز پڑھتا رہا لیکن تھوڑی سی DISTUR-BANCE ہوئی کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ جب میں نماز سے فارغ ہُوا تو جب میں اُٹھ کر کھڑا ہی ہُوا تھا تو وہ دوڑ کر میرے ساتھ لپٹ گیا۔ اور میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ میں نے کہا، کیا بات ہے، میں تو آپ کو جانتا نہیں۔ اُس نے کہا آپ نہیں مجھے جانتے لیکن میں آپ کو جان گیا ہُوں۔ میں نے کہا آپ کا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ سارا لنڈن آج نئے سال کے آغاز پر خُدا کو بھلانے پر تُلا ہُوا ہے۔ اور ایک آدمی مجھے ایسا نظر آ رہا ہے جو خُدا کو یاد رکھنے پر تُلا ہُوا ہے۔ میں کیسے آپ کو نہ پہچانوں۔ غرض اس چیز نے اس پر اتنا گہرا اثر کیا کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لے لے کر رونے لگ گیا۔

پس

آپ کی اصل آزادی

خُدا کی یاد میں ہے۔ دُوسری ساری دُنیا غلام ہے اپنے رسم و رواج کی، شیطانیت کی، جذبات کی اور اپنی ہوا و ہوس کی۔ لیکن یہ آپ ہیں جنہوں نے خود بھی آزادی سے پھرنا ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی آزادی بخشنی ہے۔ اگر آپ ان کے معاشرہ سے متاثر ہو گئے۔ اور ان کے غلام بن گئے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کون نام لیوا ہو گا جو اُن کو آزادی بخشے گا۔ آپ ہی نمائندہ ہیں۔ اس لئے عظمت کردار پیدا کریں۔ اپنے اللہ سے تعلق جوڑیں۔ وہ آپ کے لئے پھر معجزے دِکھائے گا۔ پھر آپ کو یہ پوچھنا نہیں پڑے گا کہ معجزہ کیا ہوتا ہے۔ پھر آپ لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ معجزہ کیا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ جو مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں سنگِ بنیاد رکھنے کا دن ہے اس کو اپنے لئے فیصلہ کُن دِن بنالیں۔ یہ عہد کریں کہ اب چاہے باہر سے کوئی مبلغ آئے یا نہ آئے آپ اسلام کے لئے مبلغ بنیں گے۔ آپ نے ان لوگوں کی کایا پلٹنی ہے۔ آپ نے ان کے معاشرہ میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ آپ نے ان سے آزاد رہ کر پھرنا ہے۔ اپنی عورتوں کو سنبھالیں۔ اپنی بچیوں کو سنبھالیں ان کے چہرے پر ان کی نظروں میں بعض دفعہ ایسی بے اعتنائی نظر آتی ہے کہ جس سے انسان ڈرتا ہے۔ ایک ایسا اطمینان نظر آتا ہے دُنیا پر اور دین سے ایسی لاپرواہی نظر آتی ہے کہ وہ مستقبل کے معاملہ میں انسان کو خوفزدہ کر دیتی ہے۔ اصل اطمینان وہی ہے جو دِین کی پیروی کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ دُنیا پر مطمئن ہونے لگ جائیں خدا اور خدا کا دِین ان کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ وہ پھر اپنے لئے کوئی اور خدا بنا لیتے ہیں۔ اس لئے اپنے بچوں کی حفاظت کریں۔ اپنی بیویوں کی، اپنی بیٹیوں کی، اپنی بہنوں کی حفاظت کریں۔ اپنی ماؤں کو سمجھانا پڑے تو ان کو بھی سمجھائیں کہ تم خدا کے ہو کر رہو۔ اللہ سے پیار کرو۔ اور اس بات کی حفاظت کرو کہ خدا تمہیں کبھی کسی اور کی غلامی میں نہ جانے دے۔

تم سب دُعائیں کرو

کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں دُعاؤں سے ملتی ہیں۔ اب تمہیں بہت کثرت سے دُعائیں کرنی پڑیں گی۔ آج میں نے بہت دُعا کی ہے۔ خاص طور پر آپ سب کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جس کا آج سنگِ بنیاد رکھا جانے والا ہے، ایسے لوگوں سے آباد کرے جو مسجد کی آبادی کا حق رکھتے ہیں۔ جن کو مسجدیں آباد کرنا آتا ہے۔ جن پر خدا کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں۔ اور دن بدن یہ آبادی بڑھتی رہے۔ اور جلد وہ وقت آئے جب یہ مسجد آپ کو چھوٹی نظر آنے لگے۔ پھر یہ فکر پیدا ہو کہ اس مسجد کو کس طرح بڑھانا ہے۔ اس لئے اب جو کہ مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کے وقت سے آپ سب کی ذمہ داری غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے۔ اب آپ ہی ہیں جو

خُدا کے نمائندہ

ہیں۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خُدا کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور عبادت کو قائم رکھنا ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(منقول از الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۸۳ء)

لجنہ اماء اللہ فرینکفرٹ سے

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی کا خطاب

یورپ میں بسنے والی احمدی خواتین کو کارآمد نصائح

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ گزشتہ دنوں ذاتی دورے پر یورپ و امریکہ تشریف لے گئی تھیں۔ اس دوران حضرت سیدہ موصوفہ نے ۳ر جولائی ۱۹۸۳ء کو لجنہ اماء اللہ فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) سے جو خطاب فرمایا وہ افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج ہے۔ (ادارہ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۞ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۞"

(سورۃ الملک ۲-۳)

ترجمہ:۔ بہت برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضہ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر ایک ارادہ کے پورا کرنے پر قادر ہے۔ اس نے موت اور زندگی کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ اچھا عمل کرنے والا ہے۔ اور وہ غالب اور بہت بخشنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے نظام کائنات کی غرض کو بیان فرماتا ہے کہ اس کائنات میں موت اور زندگی کا سلسلہ اس لئے جاری فرمایا کہ معلوم ہو کون اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے صحیح راستہ اختیار کرتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرتا ہے۔ اور کون اس راستہ پر نہیں چلتا جو اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے۔ اس کا شکر گزار بندہ نہیں بنتا۔

اسی مضمون کو سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۞

ترجمہ:۔ ہم نے دنیا میں اعلیٰ سے اعلیٰ چیزیں پیدا کر کے انسان کو اس میں مقرر کیا تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ انسانوں میں سے کون زیادہ خوبصورت عمل کرتا ہے۔ یعنی کون کس قدر خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑے فضل کئے ہیں۔ آپ کو احمدی جماعت میں پیدا کیا۔ یا احمدیت کی نعمت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ظاہری لحاظ سے بہت فضل کیا۔ اور دنیاوی نعمتوں کی فراوانی عطا کی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا پیار وہی حاصل کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی دی ہوئی قوتوں کو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کو خرچ کرے گا۔ زیادہ سے زیادہ قربانی دے گا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قربانی کا معیار کیا ہے جس پر ایک احمدی کو پورا اُترنا چاہیئے۔ تو میری پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ نے قربانی کا معیار خود قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ میں فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞

ترجمہ:۔ کہدے اگر تمہارے ماں باپ اور اولاد اور بھائی بہنیں اور بیاں بیوی یا تمہاری برادری اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے خراب ہونے سے تم ڈرتے ہو اور رہائش کی جگہیں یا وطن جن کو تم پسند کرتے ہو، خدا اور اس کے رسول اور دین کے لئے کوشش کرنے کی نسبت تم کو زیادہ پسند ہیں تو تم اس وقت تک انتظار کرو جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں۔

یہ آیت پیمانہ ہے یا کسوٹی ہے جانچنے کے لئے کہ اس کی قربانیوں کا معیار کیا ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود ماں باپ کی عزت کرنے اور ان کی خدمت کرنے کی تاکید فرماتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت قرار دی ہے۔ بھائی بہنوں سے محبت اور ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم ہے۔ خاوند کو بیوی سے نیک سلوک کرنے کا اور بیوی کو خاوند کے حقوق ادا کرنے کا حکم ہے۔ اولاد کی عزت کرنے ان کی اعلیٰ تربیت کرنے اور ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھنے کا حکم ہے۔ روپیہ کمانے سے منع نہیں کیا۔ مکان بنانے سے منع نہیں کیا۔ ہماری جماعت کو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ وَسِّعْ مَكَانَكَ کا حکم ہے۔ اس لئے مکانوں میں وسعت دو تاکہ مہمان ٹھہریں۔ ہر محبت اپنی جگہ ہے۔ خدا سے خدا کی شان کے مطابق محبت کرو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے رسول کی شان کے مطابق۔ دین سے اس کی اہمیت کے مطابق۔ والدین سے ان کے درجہ کے مطابق۔ اولاد سے اس کے تعلق کے مطابق۔ غرضیکہ ہر ایک کے درجہ کو مدّ نظر رکھا جائے۔ اور کہیں بھی ان مذکورہ بالا کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اس کی راہ میں کوشش اور قربانی کرنے سے نہ ٹکرائے۔ اگر کہیں ایسی محبتیں خدا تعالیٰ کی محبت سے ٹکراتی ہیں اور اس کی راہ میں قربانی دینے میں حائل ہوتی ہیں تو پھر ان محبتوں کو قربان کرنا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دینی ہو گی۔

آپ سب اس معیار کو اپنے سامنے رکھیں۔ آپ میں سے اکثریت پاکستان سے یہاں آ کر آباد ہوئی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے رزق کے دروازے کھولے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں برکت ڈالے۔ مگر آپ اس بات کا جائزہ لیتی رہیں کہ اتنی دور آ کر آپ اپنے فرائض سے غافل تو نہیں ہو رہی ہیں۔ ایک احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے سب سے بڑا فرض تو آپ کا یہ ہے کہ جہاں آپ عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ سے کبھی غافل نہ ہوں یعنی آپ کا دنیا کمانا۔ اس ملک میں نوکری کرنا آپ کو ان فرائض سے غافل نہ کر دے جو بحیثیت مسلمان آپ پر فرض ہیں۔ نماز۔ ذکر الٰہی وغیرہ اس میں غفلت نہ ہو۔ وہاں آپ کا ظاہر بھی مسلمان ہی نظر آئے۔ آپ یہاں کے رہنے والوں کے طور طریق سیکھ کر ایسی شکل نہ اختیار کر لیں جو ایک مسلمان عورت کا طریق نہیں۔ پھر اس ملک میں رہتے ہوئے آپ پر یہ بھی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اس بات کی نگرانی رکھیں کہ آپ اور آپ کے خاوند صحیح طور پر جماعت کی خدمت کر رہے ہیں یا نہیں؟ آپ کا مالی قربانی کا معیار آپ کے وقت کی قربانی کا معیار وہی ہے جو ہونا چاہیئے؟ آپ کی یہ بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس ملک میں رہتے ہوئے اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

(التحریم : ع ۱)

اے مومنو! اپنے آپ کو اور اپنی بیویوں اور بچوں کو ہلاکت سے بچاؤ۔

ہر وقت نظر رکھیں کہ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں بگڑ تو نہیں رہیں۔ مغربی دنیا کی بظاہر جگمگاتی لیکن اندر سے اندھیری دنیا کو دیکھ کر سب سے بڑی غلطی تو ماں باپ یہ کرتے ہیں کہ بچوں کو سکولوں میں بھجوا کر غافل ہو جاتے ہیں۔ اپنی زبان نہیں سکھاتے جب تک آپ جس ملک میں رہیں گے، آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی زبان سیکھیں۔ تا یہاں کے رہنے والوں پر اپنا نقطۂ نظر واضح کر سکیں۔ مگر اپنی زبان ہر حال میں سکھانی چاہیئے۔ ورنہ مرکز سے تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ ہمارا بابرکت لٹریچر اُردو میں ہے۔ اُردو نہیں آئے گی تو بڑے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر۔ سلسلہ کے اخبار نہیں پڑھ سکیں گے۔

ان مغربی ممالک میں جو آزادی ہے جس نے اخلاقی اقدار کو ختم کر کے رکھ دیا ہے اس سے خود بچنا اور اپنی نسل کو بچانا آپ کا فرض ہے۔ جب تک دین کی محبت اُن کے دلوں میں پیدا نہیں کریں گے غلط اور صحیح کا تصور اُن کے دلوں میں پیدا نہیں ہوگا۔ وہ پھر یہاں

کے رنگ میں رنگتے جائیں گے۔ جو رُوحانی طور پر گندگیاں یہاں پھیلی ہوئی ہیں اُن سے بچنا اور اپنے گھروں کا پاکیزہ ماحول پیدا کرنا آپ کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔ تم میں سے ہر شخص ایک چرواہا ہے جس سے اس کی رعیّت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اس حدیث کی رُو سے ہر ماں اپنے بچہ کے متعلق جوابدہ ہوگی۔

پس میری بہنو! اللہ تعالیٰ نے زندگی کی نعمت دی۔ مال دیا۔ اولاد دی۔ سب نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرو۔ تا اللہ تعالیٰ کی نظروں میں قابلِ قدر وجود گنے جاؤ۔ سب سے زیادہ اثر انسان کے اخلاق کا دُوسروں پر پڑتا ہے۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق اعلیٰ نمونہ ہی غیر مسلموں اور غیر احمدیوں کو احمدیت کی طرف متوجّہ کرسکتا ہے کہ ان کی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر کیا انقلاب آیا۔ جب تک واضح طور پر آپ دُوسروں سے ان کو نمایاں نظر نہیں آئیں گی آپ کی بات کا اثر بھی نہیں ہوگا۔ نیز بہت ضروری ہے کہ آپ کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہ ہو جو آپ قرآن کی خوبیاں تعلیم اخلاق کے متعلق لوگوں کو بتائیں خود آپ اور آپ کی اولاد میں بھی تو ان کا پایا جانا ضروری ہے۔ اسلام چند عقائد کے مجموعہ کا نام نہیں۔ اسلام تو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں ایک انسان کی پیدائش سے مرنے تک کی مکمل ہدایات موجود ہیں۔ ہر شعبۂ زندگی کے متعلق راہنمائی کی گئی ہے۔ جو تعلیم اسلام نے ہر زندگی کے شعبہ کے لئے دی ہے وہ سب مذاہب کی تعلیم سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس سے واقف ہوں۔ قرآن پڑھیں۔ ترجمہ سیکھیں۔ آپ کو علم ہو کہ آپ پر کیا ذمہ داریاں ہیں۔ آپ نے معاشرہ میں کیا کردار ادا کرنا ہے۔ کس کس بات کے کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ کس کس بات سے روکا گیا ہے۔ ہم دن میں کئی کئی بار خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ محض اس لئے کہ علم نہیں ہوتا۔ قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی۔ آپؐ کے احسانات۔ آپؐ کے اخلاق۔ آپؐ نے جو تعلیم دی۔ آپؐ کے ارشادات کا علم ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کی تعلیم کو پھر سے دُنیا میں پھیلانے اور اسلام کو دُنیا کے تمام مذاہب پر غالب کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ جس حد تک آپ کی لیاقت ہے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں آپؑ کی کتب قرآن مجید کی تفسیر ہیں۔ اور قرآن کی تفسیر سیکھنے کے لئے کتب کا پڑھنا ضروری ہے۔ پھر آپؑ کے خلفاء کا لٹریچر پڑھیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ اس ملک میں رہتے ہوئے اگر اپنی اور اپنے بچوں کی دینی تعلیم اور تربیت کا خیال نہ رکھا تو آپ کے وجود احمدیت کی ترقی میں روک ثابت ہوں گے۔

پھر آپ کی طرزِ زندگی اُٹھنا بیٹھنا۔ ملنا جُلنا سب کچھ قرآن کی تعلیم کے مطابق ہونا چاہیئے جو احکام ایک مسلمان عورت کے متعلق اسلام نے دیئے ہیں ان پر عمل ہونا چاہیئے۔ سب سے پہلے تو ایک عورت کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ اپنی زینت کو چھپائے نہ کہ مردوں کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر کرتی پھرے یہ کوئی دلیل نہیں کہ اس ملک میں پردہ کرنا مشکل ہے۔ کہیں بھی مشکل نہیں۔ اسلام ساری دُنیا کے لئے ہے اور پردہ قرآن کا حکم ہے۔ کیا آپ نے بیعت کرتے ہوئے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ آپ دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں گی؟ کیا آپ نے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ خلیفۂ وقت جو نیک کام آپ کو بتائیں گے آپ اس پر عمل کریں گی؟ کیا آپ نے بیعت کرتے ہوئے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت و ابتلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریں گی۔ اور ہر ایک ذلّت اور دُکھ کو قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیں گی۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریں گی؟ کیا آپ نے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کریں گی۔ اور قال اللہ اور قال الرسولؐ کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیں گی۔

آپ جائزہ لیں اپنا کہ اس عہدِ بیعت پر آپ کس قدر پُوری اُتری ہیں۔ کیا اپنے آئینہ میں آپ کو وہ چہرہ نظر آتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو بنانا چاہتے تھے۔ جو ایک احمدی عورت کا چہرہ ہونا چاہیئے۔ اگر نہیں تو اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو قرآن وحدیث کی تعلیم کے مطابق بنائیں۔ ہمارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ موجود ہے۔ زندگی کی ہر راہ کے لئے ہدایتیں موجود ہیں ان کو پڑھیں اور ان پر عمل کریں۔ اور دیکھیں کہ آپ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمان تو نہیں بنتیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا کرے کہ اس ملک میں رہتے ہوئے آپ اچھا نمونہ پیش کریں جو دُوسروں کی توجّہ کھینچنے والا ہو۔ اس کے بغیر آپ حقیقی رنگ میں داعی الی اللہ نہیں بن سکتیں جو اپنی زندگی کی غرض ہے۔

تخلیقِ کائنات کا مقصود — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کی گر رہنمائی نہ ہوتی
خُدا تک بشر کی رسائی نہ ہوتی

بشر تا ابد دُور رہتا خُدا سے
کوئی باہمی آشنائی نہ ہوتی

کبھی بھاگتا ڈر کے باطل نہ حق سے
صداقت کی جلوہ نُمائی نہ ہوتی

جو بہتا نہ دھارا فیوضِ نبیؐ کا
رسالت رسُولوں نے پائی نہ ہوتی

نہ ہوتی اگر ذاتِ اقدس نبیؐ کی
خُدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی

نہ کُفر اور اِلحاد دُنیا سے مِٹتے
زمانے پہ توحید چھائی نہ ہوتی

ملائک پہ اور جِنّ و نوعِ بشر پر
خدا کی عیاں دلربائی نہ ہوتی

زمیں رہتی ظلمت کا مسکن ہمیشہ
کہیں صِدق کی روشنائی نہ ہوتی

محمدؐ پہ قرآں جو نازل نہ ہوتا
نمایاں خُدا کی خُدائی نہ ہوتی

فدایانِ صدق و صفا کے دلوں پر
گھٹا رحمتِ حق کی چھائی نہ ہوتی

بھنور میں پھنسی رہتی ناؤ بشر کی
اور اس کی کبھی ناخدائی نہ ہوتی

کوئی مان سکتا نہ موسیٰؑ کو سچا
مسیحاؑ کی معجز نُمائی نہ ہوتی

کبھی بدھ نے نِروان پایا نہ ہوتا
کنہیا نے بنسی بجائی نہ ہوتی

اگر شاہِ بطحاؐ نہ مبعوث ہوتے
تو بطحا نے یہ شان پائی نہ ہوتی

نہ اُمّ القُریٰ ہوتی مکّہ کی بستی
جہاں بھر کی اس میں بھلائی نہ ہوتی

مدینہ نہ یثرب کو کوئی بھی کہتا
کبھی اس کو حاصل بڑائی نہ ہوتی

درخشاں نہ ہوتے یہ افلاک سارے
یہ دھرتی بھی یوں جگمگائی نہ ہوتی

امامِ زمانہ نے آکر خُدا کی
یہ شانِ جمالی دِکھائی نہ ہوتی

غرض گر محمدؐ نہ مبعوث ہوتے
تو باطل پہ غالب سچائی نہ ہوتی

★ — محمد صدیق امرتسری ایم اے
سابق مبلغِ اسلام مغربی افریقہ و جزائر فجی۔

تیسری آل مہاراشٹر و گجرات احمدیہ مسلم کانفرنس کے موقعہ پر موصولہ

نامور سیاسی اور سماجی شخصیتوں کے خصوصی پیغامات

مختلف حلقوں کی طرف سے جماعتِ احمدیہ کے بارہ میں خوشکن تأثرات کا اظہار

مرسلہ مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ انچارج مہاراشٹر و گجرات

مورخہ ۲۲ر۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعتِ احمدیہ مہاراشٹر و گجرات کو اپنی تیسری کانفرنس کے کامیاب انعقاد کی توفیق عطا فرمائی۔ اس موقعہ پر نامور سیاسی اور سماجی شخصیتوں کی طرف سے جو خصوصی پیغامات موصول ہوئے اور عوامی و صحافتی حلقوں کی جانب سے جماعتِ احمدیہ کے بارہ میں جن خوشکن تأثرات کا اظہار کیا گیا انہیں افادۂ قارئین کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :۔

★ — شری رام راؤ ادیک ڈپٹی چیف منسٹر مہاراشٹر نے ۱۲ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مرسلہ اپنے پیغام میں تحریر فرمایا :۔

"مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ احمدیہ مُسلم مشن اپنی تیسری کانفرنس بمبئی میں ۲۲ر۲۳ر اکتوبر کو منعقد کر رہی ہے۔ جماعتِ احمدیہ دُنیا بھر میں بہت اچھے سماجی رفاہی کام انجام دے رہی ہے۔ یہ ایک امن پسند جماعت ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ کا بہبودِ انسانی کا پروگرام بہت کامیاب ہوگا۔ اور جماعتِ احمدیہ اسی طرح سماج کے کمزور طبقہ کی بہبودی کے لئے اپنا پروگرام جاری رکھے گی۔ مَیں اس تقریب کی کامیابی کی نیک خواہشات چاہتا ہوں۔"

★ — شری پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی اثیر وزیر برائے رسل و رسائل۔ اوقاف و جیل مہاراشٹر نے اپنے پیغام مُرسلہ ۱۲ر اکتوبر میں تحریر فرمایا :۔

"مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ احمدیہ مُسلم مشن بمبئی مورخہ ۲۳ر اکتوبر کو ایک کانفرنس منعقد کر رہی ہے مجھے اِس مُبارک کانفرنس میں شرکت سے بڑی خوشی ہوتی۔ مگر مَیں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی وجہ سے اس میں شرکت نہیں کر سکوں گا۔
مختلف مذاہب میں رواداری اور محبت پیدا کرنے میں جماعتِ احمدیہ نے بڑا ہی مستحسن کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کو سمجھیں۔ تاکہ سماجی اُخوت اور مذہبی رواداری کا ماحول پیدا ہو۔ مَیں مشن کی ہر نیک کوشش کا خواہشمند ہوں۔"

★ — ڈاکٹر بلی رام ہیرے وزیر برائے توانائی۔ آبکاری۔ نشہ بندی مہاراشٹر نے ۱۱ر اکتوبر ۸۳ء۱۹ کو مرسلہ اپنے پیغام میں تحریر فرمایا :۔

"مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ احمدیہ مُسلم مشن اپنی تیسری سالانہ کانفرنس بمبئی میں ۲۲ر۲۳ر اکتوبر کو منعقد کر رہی ہے۔ ہمارا مُلک سدا سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ اپنے اندر مختلف ثقافتیں اور مذاہب لئے ہوئے ہے۔ جو مختلف قومی قدروں اور ثقافتوں کی وجہ تخلیق بنتے ہیں۔ اپنے روشن خیال شہریوں کی ہر ایسی کوشش کا خیر مقدم کیا جائے گا جو اِن تمام رکاوٹوں کو ختم کرے۔ جو مذہب، فرقہ اور ذات پات وغیرہ پر مبنی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جماعتِ احمدیہ قومی یکجہتی کو پیدا کرنے میں مدد دے گی۔ جو وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ مَیں جماعتِ احمدیہ کا ہر ایسی کوشش کی نیک خواہش کرتا ہوں۔"

★ — سیکرٹری جناب نائب صدر جمہوریہ ہند نے ۷ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مرسلہ اپنے مکتوب میں لکھا :۔

"نائب صدرِ ہند جناب ہدایت اللہ صاحب نے مجھ سے خواہش ظاہر کی ہے کہ مَیں آپ کا دعوت نامہ ۴ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کا شکریہ ادا کروں۔ جس میں آپ نے انہیں اپنی تیسری سالانہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ نائب صدر اس دن پُونہ میں ہوں گے۔ لہذا انہیں آپ کی دعوت قبول نہ کرنے کا افسوس ہے۔ ان کا پیغام پیش ہے :
"تمام نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہوں۔"

★ — روزنامہ انقلاب بمبئی میں ایک غیر از جماعت دوست جناب محمد مشتاق انصاری نے "قابلِ تقلید نمونہ" کے عنوان سے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا :۔

"جماعتِ احمدیہ مہاراشٹر و گجرات کی دو روزہ سالانہ کانفرنس ۲۲ر۲۳ر اکتوبر کو بمبئی میں منعقد ہوئی اِس موقعہ پر جماعتِ احمدیہ مہاراشٹر نے ایک نہایت ہی عمدہ پروگرام یہ شروع کیا ہے کہ جھونپڑ پٹی کے غریب و نادار بچوں کو یونیفارم وردیاں اور سکول کی کتابیں دینا شروع کی ہیں۔ اس سلسلے میں ۲۲ر اکتوبر کو Y.M.C.A. ہال میں ایک جلسہ ہوا جس میں پچاس بچوں کو یونیفارم دی گئیں۔ اس موقعہ پر سٹیش پڈبنیکر منسٹر آف ویلفیر بھی شریک ہوئے۔ اگر ہماری تمام جماعتیں اور انجمنیں اسی طرح کے پروگرام شروع کریں تو ہمارے معاشرہ کی شکل ہی بدل سکتی ہے۔ اِسی طرح ایک اور پروگرام میں جماعتِ احمدیہ نے میئر آف بمبئی کی خدمت میں گورنمکھی ترجمہ پیش کیا۔ میرا جماعتِ احمدیہ سے تو تعلق نہیں مگر اِن شاندار رفاہی اور تبلیغی اُمور کی انجام دہی پر جماعت کے افراد کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ کریم ہم سب کو انسانیت کی خدمت کی توفیق بخشے۔"

(انقلاب ۳۰ر اکتوبر ۱۹۸۳ء)

★ — مُوقر انگریزی روزنامہ "انڈین ایکسپریس" نے "جھونپڑ پٹیوں میں خواندگی کی مہم" کے عنوان سے یہ خبر شائع کی :۔

"(اسٹاف رپورٹرس) گجرات اور مہاراشٹر کی احمدیہ جماعت نے جھونپڑ پٹیوں میں رہنے والے بچوں میں تعلیمی و بہبودی مہم کا آغاز ہفتہ کے دِن کیا۔ اس مہم کی تفصیل بتاتے ہوئے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کہا کہ بمبئی کی تقریباً دس بڑی جھونپڑ پٹیوں میں یہ کام احمدیہ جماعت کے خُدام نے ہاتھ میں لیا ہے۔ سنیچر کے دن وہ اخبار نویسوں سے خطاب کر رہے تھے۔ یہ مہم جھونپڑ پٹیوں کے علاقہ میں جاری رہے گی۔ بچوں میں یونیفارم۔ کتابیں وغیرہ تقسیم کی جائیں گی۔ بلا امتیاز مذہب و مِلّت سب بچے اس مہم سے فیضیاب ہوں گے۔ تیسری آل مہاراشٹر و گجرات کانفرنس اس شہر میں سنیچر کے دن شروع ہوئی۔ ممتاز علماء اور مذہبی رہنما اس دو روزہ کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں۔"

("انڈین ایکسپریس" ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء)

★ — اخبار "ڈیلی" نے "احمدیہ جلسہ" کے عنوان سے یہ خبر دی :۔

"بمبئی ۲۳ر اکتوبر۔ (بذریعہ اسٹاف رپورٹر) آج جماعت احمدیہ کی تیسری آل مہاراشٹر و گجرات کانفرنس شروع ہوئی۔ مُلک بھر سے ممتاز علماء اور مذہبی رہنما اس اجتماع میں شریک ہوئے اور اسلام کے مختلف پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دُوسرے مذاہب کی تعلیمات پر کل کے اجلاس میں بحث ہوگی۔"

(روزنامہ "ڈیلی" ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء) (باقی صفحہ ۲۹ پر)

نعت

بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم

محمدؐ مظہرِ نُورِ خدائے دو جہاں بھی ہیں
پھر اِس پر وجہِ تخلیقِ زمین و آسماں بھی ہیں

ہدایت پر انہیں کی ہر کسی کو چاہیئے چلنا
یہ رہبر بھی ہیں جادہ بھی ہیں منزل کے نشاں بھی ہیں

انہیں کے دم سے تو دونوں جہاں کی زیب و زینت ہے
مکاں میں رہ کے یہ زیبِ فضائے لامکاں بھی ہیں

گنہگارانِ اُمّت کو شفاعت کا سہارا ہے
شفیعِ روزِ محشر مالکِ باغِ جناں بھی ہیں

شبِ معراج پہنچے آسماں پر فرطِ رفعت سے
تعجب کیا جو محبوبِ خدائے دو جہاں بھی ہیں

بلندی آدمیت کو دی اپنے جُہدِ پیہم سے
زمانے کے لئے اِک مشعلِ راہِ جناں بھی ہیں

محبت اُن کی جنت ہے عداوت اُن کی دوزخ ہے
زمانے کے لئے پیمانۂ سُود و زیاں بھی ہیں

غریبوں کا سہارا ہیں وہی دُنیا میں اے حامیؔ
مرے مولا دوائے دردِ قلبِ بیکساں بھی ہیں

★ — ڈاکٹر حبیب احمد حامیؔ۔ فتح گڑھ۔ فرخ آباد (یو۔پی)

زندہ نبی ـــ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ـ ناظر امور عامہ قادیان

ابتداء دُنیا میں تمام بنی نوع انسان ایک جگہ تھے ـ اس وقت اُن کے حالات کے مطابق ان کے لئے ایک ہی قسم کی تعلیم کافی تھی ـ اور ایک ہی رسُول تھا ـ یعنی حضرت آدم علیہ السلام ـ مگر جب وہ آہستہ آہستہ مختلف ممالک میں پھیل گئے تو پھر ایک نبی کی آواز دوسرے ملک میں نہیں پہنچ سکتی تھی ـ تب خدا نے مختلف ملکوں میں اپنے نبی بھیجے ـ اور ہر ملک کی دماغی حالت کے مطابق تعلیم نازل فرمائی ـ تاکہ کوئی قوم اس ہدایت سے محروم نہ رہے ـ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے :ـ

"اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ" (فاطر)

کہ ہر قوم میں خدا کے برگزیدہ اور فرستادہ آتے رہے ہیں ـ جب نسلیں ترقی کر گئیں ـ غیر آباد ممالک آباد ہوئے ـ آبادیوں کے فاصلے کم ہوئے ـ ذرائع آمد و رفت میں سہولت و ترقی ہوئی ـ اور انسانی دماغ بھی اس حد تک پہنچ گیا کہ وہ مختلف حالات کے متوازی تعلیمات کو سمجھ سکے اور ان کا استعمال کر سکے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل دین کا ظہور ہو ـ جس طرح آدم اوّل کے زمانہ میں ایک ہی اُمت تھی اور ایک ہی کلام تھا ـ اسی طرح اس زمانہ میں بھی ایک ہی کلام ہو ـ اور ایک ہی اُمت ہو ـ چونکہ سب قوموں کا ایک ہی خدا ہے اس لئے ضروری تھا کہ تمام قوموں کے لئے ایک ہی نقطۂ مرکزی پر جمع ہونے کے سامان پیدا ہوتے ـ اگر دُنیا روحانی طور پر ایک نقطہ پر جمع نہ ہوتی تو خدائے واحد کی وحدانیت کس طرح ثابت ہو سکتی تھی ـ چنانچہ یہ نقطۂ مرکزی بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے ـ آپ ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے تمام دُنیا کو خطاب کیا ـ اور اعلان فرمایا :ـ

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا"

(الاعراف)

اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں ـ اور آپ کی پیش کردہ کتاب یعنی قرآن مجید دُنیا کو متحد کرنے والی آخری تعلیم ہے ـ

چونکہ آپؐ کا دائرہ عمل تمام دُنیا تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام نبیوں کا سرتاج اور افضل الرسل بنایا ـ آپؐ کی شریعت کو عالمگیر قرار دیا ـ اور آپؐ کی ذات والاصفات کو خوبیوں کا جامع بنایا ـ انسانی زندگی میں پیش آنے والے مختلف حالات میں سے گزار کر دُنیا کے تمام انسانوں کے لئے آپؐ کو اُسوۂ حسنہ اور کامل نمونہ بنا دیا ـ اور آپؐ کو وہ قوتِ قدسیہ عطا فرمائی جس کی نظیر پہلے انبیاء میں نظر نہیں آتی ـ چنانچہ آپؐ نے جس رنگ میں رُوحانی دُنیا میں ایک پاکیزہ انقلاب برپا کیا اس کے متعلق حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :ـ

"کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی ـ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرتؐ کی نبوت پر ہے آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہُوا تھا ـ اور طبعًا ایک عظیم الشان مُصلح کا خواستگار تھا ـ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے ـ اور دراصل یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا ـ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا ـ اور رُوحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی ـ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا ـ وہ خدا کی راہ میں بکروں کی طرح ذبح کئے گئے ـ اور چیونٹیوں کی طرح پَیروں میں کچلے گئے ـ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا ـ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا ـ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رُوحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے ـ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرتِ انسانی کی بے بار و بر نہ رہی "

(لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شاندار کامیابی کے بارہ میں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یہ اعتراف کیا گیا ہے

"MOST SUCCESSFUL OF ALL PROPHETS AND RELIGIOUS PERSONALITIES."

کہ آنحضرت صلعم دنیا کے نبیوں اور مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین انسان تھے ـ

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی محض تھے مگر خدا تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے فضل و کرم سے حقائق و معارف کا ایک بحرِ بیکراں بنا دیا ـ اسی لئے تمام دُنیا کی رُوحانی و اخلاقی اصلاح کا بارِ گراں آپؐ کے کاندھوں پر ڈالا گیا ـ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
ختم شد برنفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شُد ختم ہر پیغمبرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نہ منسوخ ہونے والی اور عالمگیر شریعت عطا فرمائی ہے اور آپؐ کے فیضان کو قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے ـ اور ایک انسان آج بھی آپؐ کی کامل اتباع و فرمانبرداری کر کے خُدا کے قرب کو حاصل کر سکتا ہے ـ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :ـ

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

اعلان کر دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری پَیروی و اتباع کرو چنانچہ اس اُمّتِ محمدیہ میں بے شمار اولیاء و اقطاب اور ابدال گزرے ہیں ـ جنہوں نے آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسیہ سے فیضان حاصل کیا ـ اور خُدا کے مقرب بن گئے ـ اس زمانہ میں بھی آپؐ کی رُوحانی زندگی کے ثبوت کے لئے اللہ نے اپنے مہدی اور مسیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا ـ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :ـ

" اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے ـ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خُدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور رُوحانی کو قیامت تک جاری رکھا ـ اور آخر کار اس کی رُوحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا ـ"

(کشتی نوح)

نیز فرماتے ہیں :ـ

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفٰے صلعم ـ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے ـ جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرا لے ـ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا ـ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں ـ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دُوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفٰے صلعم ہیں ـ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں یہ باتیں سچ ہیں ـ اور خدا وہی ایک خُدا ہے جو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں پیش کیا گیا ہے ـ اور زندہ رسُول وہی ایک رسُول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دُنیا زندہ ہو رہی ہے ـ نشان ظاہر ہو رہے ہیں ـ برکات ظہور میں آ رہے ہیں ـ غیب کے چشمے کُھل رہے ہیں ـ پس مُبارک وُہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے "

(لیکچر زندہ رسولؐ الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا یہ الہام نازل ہُوا کہ :ـ

"كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ"

کہ تمام برکات جو آپؑ پر نازل ہوئی ہیں یہ سب محمد مصطفٰے صلعم کا فیضان ہے ـ

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بابرکت اُستاد ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ ان کے ایک برکت والے شاگرد ہیں ـ چنانچہ آپؑ خود فرماتے ہیں ؎

دِگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

نیز فرمایا :ـ

" اگر میں آنحضرت صلعم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپؐ کی پَیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی [illegible] شرف مکالمہ مخاطبہ [illegible]

(تجلیات الٰہیہ صفحہ [illegible])

نیز فرماتے ہیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہُوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

نیز فرمایا سے

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کُفر ایں بوَد بخدا سخت کافرم
جان و دِلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم!
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم زِ آتشِ مہرِ محمدی است
ویں آبِ من زِ آبِ زلالِ محمدؐ است

پس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا وجود باجُود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کا ایک روشن ثبوت ہے اور آنحضرت صلعم کے افاضاتِ رُوحانیہ آپؐ کی صداقت وحقانیت پر زندہ گواہ ہیں۔ اس لئے آپ سیّدِ وُلدِ آدم رحمۃ للعالمین اور افضل الانبیاء ہیں سے

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ دَائِمًا
فِی هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

مرحبا! اَے رہبرِ ذی احتشام

دم بدم ہوں پیار سے لاکھوں سلام
آپؐ پر اَے حضرتِ خیرُ الانام

آپؐ کے احسان ہم پر بے شمار — آپؐ کے فیضان ہیں دُنیا میں عام
وحشیوں کو بخشِ دی انسانیت — مرحبا! اَے رہبرِ ذی احتشام
دیکھ کر کوتاہیاں کمزوریاں — عفو سے لیتے رہے ہیں آپؐ کام
دُشمنوں سے بھی رہا حُسنِ سلوک — آپؐ کا اَے صاحبِ والا مقام
امن کا ضامن ہے اُسوہ آپؐ کا — خیر و برکت سے ہے پُر ہر اِک پیام
شرعِ کاملِ آپؐ پر نازل ہوئی — ہر ضرورت کا ہُوا ہے اہتمام
آپؐ کے ہی نور سے روشن ہوئے — چاند، تارے اور پھر بدرِ تمام

صاحبِ مُہرِ نبوّت آپؐ ہیں!!
اب جو آئیں آپؐ کے ہی ہیں غُلام

آپؐ کے ہی فیض سے ہیں فیضیاب — انبیاء و اولیاء اور سب کرام
نوعِ انساں کو ہدایت ہو نصیب — ہو نزولِ رحمتِ باری مدام
فضلِ باری سے انہیں توفیق ہو — مہدئ مسعودؑ کو مانیں اِمام
ساری قومیں امن سے زندہ رہیں — جادۂ حق پر ہوں سب محوِ خرام
غلبۂ حق کی گھڑی نزدیک ہو — امنِ عالم کا الٰہی ہو قیام
روم و شام و ہند و یورپ ایک ہوں — ہر جگہ اِنسان کا ہو احترام
ساری دُنیا امن کا گہوارہ ہو — سب جہاں میں ہو خلافت کا نظام

کلمہ گو ہونے کا مجھ کو فخر ہے
وقتِ رحلت ہو یہی میرا کلام

☆۔ محتاجِ دُعا: عبدالرحیم راٹھور

حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وسلّم

غیروں کی نظر میں

(۱) امریکن مؤرخ میکائل ایچ ہارٹ لکھتے ہیں:۔
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت عیسیٰؑ کے برعکس) مذہبی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی راہنما بھی تھے۔ بلکہ حقیقت میں عرب فتوحات کے پس پردہ اصل جذبۂ محرکہ ہونے کی حیثیت میں وہ ہمہ وقت دُنیا کے سب سے زیادہ بااثر سیاسی راہنما کا درجہ رکھتے ہیں۔"
(THE HUNDRED By MICHAEL H. HART, P. 39-40.)

(۲) گاندھی جی رقمطراز ہیں:۔
"وہ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) رُوحانی پیشوا تھے بلکہ ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر میں سمجھتا ہوں۔ کسی رُوحانی پیشوا نے خدا کی بادشاہت کا پیغام ایسا جامع ومانع نہیں سُنایا جیسا کہ پیغمبر اسلام نے۔" (رسالہ "ایمان" پٹی ضلع لاہور۔ اگست ۱۹۳۶ء)

(۳) ڈاکٹر ڈی رائٹ نے کہا:۔
"محمدؐ اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ دُنیائے ارضی کے لئے ابرِ رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکامِ خداوندی کو اس درجہ مستحسن طریق سے انجام دیا ہو۔" (اسلامک ریویو اینڈ مُسلم انڈیا فروری ۱۹۲۰ء)

(۴) ماسٹر تارا سنگھ جی صدر سکھ لیگ نے لکھا:۔
"جب کوئی مجھ سے یہ کہتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا تھا تو مجھے اس شخص کی کم فہمی پر ہنسی آتی ہے۔" (اخبار "الامان" دہلی ۷ر جولائی ۱۹۳۲ء)

(۵) مسٹر ایچ۔جی ویلز مؤرخ انگلستان لکھتے ہیں:۔
"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل عربوں کا ذہن و دماغ مٹی ہو رہا تھا۔ وہ شاعری اور مذہبی مباحثات میں مُبتلا تھے۔ مگر پیغمبر اسلام کے مبعوث ہوتے ہی ان کی قومی اور نسلی کامیابیوں نے اُن میں وہ ولولہ پیدا کر دیا کہ تھوڑے ہی دنوں کے اندر اُن کے ذہن و دماغ میں وہ روشنی اور چمک دمک پیدا ہوگئی کہ یونانیوں کے بہترین دَور کے لگ بھگ پہنچ گئی۔"
("الامان" دہلی بحوالہ سٹار آف انڈیا مئی ۱۹۳۶ء)

(۶) مسٹر ہولڈرسن کہتے ہیں:۔
"حضرت محمد (صلعم) کا پھیلایا ہُوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے۔ وہ ایک جامع ومانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے۔ وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے۔" (رسالہ "پیشوا" ربیع الاوّل ۱۳۵۶ ہجری)

(۷) پیشوائے اعظم بُدھ مذہب مانگ تونگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔
"حضرت محمدؐ کا ظہور بنی انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا۔ لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی اصلاحاتِ عظیمہ سے چشم پوشی ممکن نہیں۔ ہم بُدھی لوگ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔" (کتاب معجزاتِ اسلام ص ۶۶)

(۸) ولیم میکنیل رقمطراز ہے:۔
"رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے اور آخری نبی ہیں جنہیں سب سے زیادہ کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ آپ سے پہلے آنے والے کسی نبی یا بعد میں آنے والے کسی بھی ولی کو کبھی اتنی جلدی اور اتنی عظیم کامیابیاں حاصل نہیں ہوئیں۔" (کتاب دی رائز آف ویسٹ)

(۹) منٹگمری واٹ اپنی کتاب محمد پرافٹ اینڈ سٹیٹسمین میں لکھتا ہے:۔
"محمدؐ کی سوانح حیات اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر جتنا غور کریں اتنا ہی آپ کی کامیابیوں کی وسعت پر حیرانی ہوتی ہے۔ قدرت نے آپ کو وہ مواقع مہیا کئے جو بہت کم مشاہیر کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ ہی اپنے زمانے کے محسن تھے۔" (مُرسلہ مکرم عبدالمالک صاحب صدر مجلس موصیان لاہور)

تحریکِ آزادیٔ ہند اور جماعتِ احمدیہ

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

سب سے پہلے اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ جماعتِ احمدیہ کوئی سیاسی پارٹی نہیں بلکہ یہ ایک الٰہی جماعت اور روحانی تحریک ہے۔ جسے خُدا کے حکم سے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو قائم فرمایا۔ اس روحانی اور دینی جماعت کا مقصدِ اعلیٰ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ہے۔ یعنی شریعتِ محمّدیہ کا قیام اور غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز کر کے سارے عالَم کو حضرت رسولِ عربی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے امن بخش جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

اس کے برعکس بعض مُسلمان لیڈر ایسے بھی ہیں جنہوں نے مذہب کی آڑ لے کر سیاسیات میں حصولِ مقاصد کو اپنا مشن بنا لیا ہُوا ہے۔ وہ جماعتِ احمدیہ کو بھی اسی سیاست کی عینک سے دیکھتے اور دوسروں کو دِکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ اُن کی اپنی پردہ دری نہ ہو۔ ایسے لیڈروں اور اُن کے ہمنواؤں اور پیروکاروں کا دراصل کوئی بُنیادی اُصول نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ وقت اور حالات کے بدلتے ہوئے دھاروں کے مطابق اپنے رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی لوگ انگریزوں کے دَورِ حکومت میں ہمیں ایک طرف اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف آزادیٔ ہند کے بعد اپنے آپ کو سب سے بڑا مجاہدِ آزادی ثابت کرنے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے ۔!!

لیکن ــــ جماعتِ احمدیہ قرآنی تعلیم کے مطابق یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ اللہ اور رسُول کی اطاعت کے ساتھ حاکمِ وقت کی بھی اطاعت فرض ہے۔ اور اپنے اس اُصول پر اپنے قیام ہی کے زمانہ سے پابند رہی ہے اور اب بھی پابند ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ اور یہ صرف تصوراتی بات نہیں بلکہ جماعتِ احمدیہ کا چورانوے ۹۴ سالہ ریکارڈ اس پر شاہد ہے۔ اور آج جبکہ جماعتِ احمدیہ کو بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہے، دُنیا کے ہر مُلک میں پائے جانے والے احمدی قانونی لحاظ سے اپنی اپنی حکومت کے فرمانبردار ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کا یہ اعتقاد انگریزی دَور میں بھی تھا۔ اور آزادیٔ ہند کے بعد بھی قائم ہے۔ احمدیوں نے دوسرے مُسلمانوں کی طرح اِس معاملہ میں کسی دورنگی کا نمونہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ قائم شدہ حکومتِ وقت کی فرمانبرداری جماعت احمدیہ کا قومی کیریکٹر ہے۔

ایک جھُوٹا پروپیگنڈا

رابطہ عالمِ اسلامی کی مکّہ کانفرنس منعقدہ ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کے خلاف پاس شدہ قرارداد کے بعد ہندوستان میں خاص طور پر مُسلم پریس اس بات کو کافی اُچھالتا رہا ہے کہ گویا جماعتِ احمدیہ انگریزی حکومت کی فرمانبردار رہنے کی وجہ سے آزادیٔ ہند کی مخالف رہی ہے۔ جس سے حکومتِ ہند اور ہندوستانی عوام کو یہ تاثر دینا مقصود ہوتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ ہندوستان کو غلامی کی زنجیروں ہی میں جکڑے رکھنا چاہتی تھی۔ حالانکہ یہ تاثر صریح طور پر غلط اور محض ایک جھُوٹا پروپیگنڈا ہے جو ایسے متعصب صحافیوں کی طرف سے کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی کیا جاتا ہے جو یا تو جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر اور اس کے مسلک سے ناواقفِ محض ہیں۔ یا اُن کا مبلغِ علم صرف معاندینِ احمدیت کی چند فریب کارانہ نگارشات تک محدود ہے۔ یا پھر وہ دیدہ و دانستہ عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں ــــ لہٰذا مُسلم پریس کے اس بین السطور منشاء کی قلعی کھولنے کے لئے نہایت ہی اختصار کے ساتھ حقائق کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا نقطۂ نظر

یہ بات ہمیشہ مدِ نظر رکھنی چاہیئے کہ جماعتِ احمدیہ کے نقطۂ نظر سے غیر مُلکیوں سے اپنے وطن کو آزاد کرانا اور اپنے جائز حقوق حاصل کرنا بڑی اہم بات ہے جو قوم کے اخلاق۔ روحانیت۔ ذہنی طاقتوں اور جذبۂ خودداری کو ترقی دینے کا باعث ہے۔ لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ اس کے نتیجہ میں بدامنی پیدا نہ ہو۔ فتنہ و فساد پیدا نہ ہو۔ قومی اَملاک کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اسی لئے حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاءِ کرام نے جماعت کو ہمیشہ یہی تعلیم دی کہ وہ کسی ہڑتال۔ تحریکِ عدم تعاون یا بغاوت میں ہرگز شامل نہ ہوں۔ البتہ قانون کے اندر رہ کر اپنے حقوق پُرامن طریق پر حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ یہی وہ قومی کیریکٹر ہے جس کی وجہ سے کبھی احمدیوں نے کسی ہڑتال یا اسٹرائیک میں حصّہ نہیں لیا۔ یہی اُصول انگریزوں کے دَور میں بھی تھا اور یہی اُصول آزادیٔ ہند کے بعد بھی ہے۔ چنانچہ مسٹر جسونت سنگھ جرنلسٹ نے تحریر کیا:۔

”یہ بات ان (احمدیوں) کے بُنیادی اُصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔ اور کسی صُورت میں بھی اسٹرائیک، تحریک عدمِ تعاون یا بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں۔“

(ہندوستان ٹائمز کلکتہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء)

اور جناب ڈاکٹر شنکر داس مہرہ ایم۔ بی بی ایس۔ دہلی نے گواہی دی کہ:۔

”احمدیہ جماعت کا نقطۂ نظر تعمیری اور اس کا رویّہ پابندِ قانون ہے۔ یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رُو سے جُرم سے پاک ثابت ہوئی ہے۔ گزشتہ فرقہ وارانہ فسادات (فسادات ۱۹۴۷ء) میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ (قتل و غارت اور لُوٹ کھسوٹ سے) صاف رکھے۔“

(روزنامہ سٹیٹسمین مورخہ ۲ر دسمبر ۱۹۴۹ء)

یہی وہ بُنیادی اصول ہے جس کے تحت جماعتِ احمدیہ نے انگریزوں کی غیر مُلکی حکومت سے آزادی کے مطالبہ کے وقت بھی اپنے ہم وطن بھائیوں سے یہی اپیل کی کہ بیشک، آزادی کا حصُول ہر انسان کا فطری حق ہے۔ لیکن قانون کے اندر رہ کر اس حق کو حاصِل کیا جائے۔ ورنہ جب ہمیں آزادی حاصِل ہوگی تو آزاد مُلک کے عوام بھی اپنے مطالبات منوانے کے لئے اسی قسم کی اسٹرائیکیں اور ستیہ گرہیں کریں گے۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے یہ نتیجہ اپنے مُلک میں دیکھ رہے ہیں۔ حصولِ آزادی کے اِس نظریہ اور اُصول میں جو لوگ ہم سے متّفق نہ ہوں وہ کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح قانون اور ضابطہ کے اندر رہ کر کارروائی کرنے سے بسا اوقات یا تو ایسی جدّ و جہد موثّر ثابت نہیں ہوتی۔ یا پھر موثّر ہو بھی جائے تو اس کا ثمرہ بہت دیر کے بعد ملتا ہے۔ لیکن بہرحال ہمارا موقف یہی ہے کہ ایسی صُورت میں اگر حقوق کے حصُول میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے تو وہ قابلِ برداشت ہے اور بہتر ہے اِس بات کی نسبت کہ امنِ عالَم متاثر ہو۔

اپنے اسی اُصول کے تحت جدوجہدِ آزادی کے دَور میں جماعتِ احمدیہ کے دُوسرے خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہُ نے یہی اعلان فرمایا کہ:۔

”لوگ ہمارے دُشمن ہیں، مگر ہم کسی کے دُشمن نہیں۔ ہم مُسلمانوں کے بھی خیر خواہ ہیں اور ہندوؤں کے بھی۔ بلکہ ہندوؤں کے بزرگوں کو سچا تسلیم کر کے مُسلمانوں کی نگاہ میں کافر بنتے ہیں۔ سِکھوں کے بھی خیر خواہ ہیں کیونکہ حضرت باوا نانک صاحبؒ کو خدا کا ولی اور نہایت نیک اِنسان سمجھتے ہیں۔ حکومت کے بھی خیر خواہ ہیں کیونکہ انارکسٹوں کا مقابلہ کرتے اور قانون کی پابندی ضروری سمجھتے ہیں۔ **کانگرس کے بھی خیر خواہ ہیں کیونکہ ہم مُلک کی جائز حد تک آزادی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔**“

(الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۳۴ء)

آزادیٔ ہند اور جماعتِ احمدیہ

۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ سر سٹیفورڈ کرپس ہندوستان آئے اور انہوں نے ہندوستان کی آزادی کا ایک جدید فارمولا پیش کیا جس کی تجاویز اساسی طور پر ناقابلِ ترمیم تھیں۔ اور اس میں کسی متبادل تجویز کے لئے بھی دعوت نہیں دی گئی تھی۔ اِس لئے اس فارمولا کو مُسلم لیگ اور کانگریس دونوں نے مسترد کر دیا۔ اور کانگریس نے ۸ر اگست ۱۹۴۲ء کو سِول نافرمانی کی قرارداد پاس کی اور ۹ر اگست ۱۹۴۲ء کی صُبح کو تمام کانگریسی لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ کرپس مشن کی ناکامی کے بعد ہندوستان اور انگلستان کے درمیان زبردست تعطّل پیدا ہو چکا تھا۔ اور باہمی سمجھوتہ کے امکانات بھی بظاہر ختم ہو گئے تھے۔ اور عام طور پر یہ سمجھا جا رہا تھا کہ ہندوستان کو آزاد کرنے کا سوال ایک عملی سیاست کے طور پر انگلستان کے سیاسی مدبّروں کے سامنے نہیں آ سکتا۔ ایسے مخدوش اور سراسر ناموافق حالات میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے انگلستان اور ہندوستان کو باہمی سمجھوتہ کی دعوت دی۔ اور اُنہیں سمجھایا کہ آپس میں صُلح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ حضور رضؓ نے ۱۲ر جنوری ۱۹۴۵ء کو مسجد اقصٰی قادیان میں ایک انقلاب انگیز خُطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں انگلستان اور ہندوستان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”وقت آگیا ہے کہ انگلستان“

برٹش ایمپائر کے دوسرے ممالک بالخصوص ہندوستان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ میل جول رکھے اور اس کے ساتھ صُلح کرنے کے لئے پُرانے جھگڑوں کو بھُلادے اور دونوں مِل کر دُنیا میں آئندہ ترقیات اور امن کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔........ اَے انگلستان! تیرا فائدہ ہندوستان سے صلح کرنے میں ہے........ دوسری طرف میں ہندوستان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی انگلستان کے ساتھ اپنے پُرانے اختلافات کو بھُلادے۔"

نیز فرمایا :-

"مَیں اپنی طرف سے دُنیا کو صُلح کا پیغام دیتا ہوں۔ مَیں انگلستان کو دعوت دیتا ہوں کہ آؤ اور ہندوستان سے صلح کر لو۔ اور مَیں ہندوستان کی ہر قوم کو دعوت دیتا ہوں اور بڑے ادب و احترام کے ساتھ دیتا ہوں بلکہ لجاجت اور خوشامد سے ہر ایک کو دعوت دیتا ہوں کہ آپس میں صلح کر لو۔ اور مَیں ہر قوم کو یقین دلاتا ہُوں کہ جہاں تک دُنیوی تعاون کا تعلق ہے ہم ان کی باہمی صلح اور محبت کے لیے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

(الفضل ۱۷ر جنوری ۱۹۴۵ء ص۵)

حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے اِس خطبہ کے معًا بعد اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے سامان پیدا کر دیئے کہ حکومتِ ہند نے احمدیت کے مایۂ ناز فرزند حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ، کو جو اُن دنوں ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کے جج تھے، کامن ویلتھ ری لیشنز کانفرنس میں ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے انگلستان بھجوایا۔ ۱۷ر فروری ۱۹۴۵ء کو CHATCHAN HOUSE میں کانفرنس کا افتتاح ہوا۔ جس میں آپ کو بھی خطاب کا موقعہ دیا گیا۔ آپ نے سرکاری نمائندہ ہونے کے باوجود حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے خُطبہ کی روشنی میں آزادیٔ ہند کا مطالبہ ایسے پُر زور اور اثر انگیز الفاظ میں پیش فرمایا کہ پُوری دُنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ چنانچہ تفصیلاً خطاب کرتے ہوئے آپ نے نہایت جرأت کے ساتھ انگریزوں کو آگاہ کیا کہ :-

"ہندوستان کو اپنے حصُولِ مقصد سے زیادہ دیر تک روکا نہیں جاسکتا ہندوستان نے برطانوی قوموں کی آبادی کی حفاظت کے لئے پچیس لاکھ فوج میدان میں بھیجی ہے مگر وہ اپنی آزادی کے لئے دُوسروں سے بھیک مانگ رہا ہے...... ہندوستان پر کئی بار حملے ہوئے ہیں مگر ہندوستان نے کبھی بھی کسی پر حملہ نہیں کیا۔ ہندوستان کب تک انتظار کر سکتا ہے؟ وہ آزادی کی طرف پیش قدمی کر چکا ہے۔ اب اُسے امداد دیں یا اُس کے راستہ میں مزاحم ہوں اُسے کوئی روک نہیں سکے گا۔ اگر آپ چاہیں گے تو وہ کامن ویلتھ کے اندر رہ کر ہی آزادی حاصل کرلے گا۔"

(الفضل ۲۴ر فروری ۱۹۴۵ء ص۶)

پنڈت جواہر لال نہرو کی دادِ تحسین

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہٗ نے ۱۷ر فروری ۱۹۴۵ء کو صرف کامن ویلتھ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں ہی نعرۂ آزادی بلند نہیں کیا بلکہ اُسی روز عشائیہ کی ایک خصوصی سرکاری تقریب میں بھی اپنے موقف کی تائید میں پُر اثر تقریر فرمائی۔ نیز اسی سلسلہ میں قیامِ انگلستان کے دَوران ایک تقریر لنڈن ریڈیو سے براڈکاسٹ کی۔ اس تعلق میں حضرت چودھری صاحب مدظلہٗ خود اپنی خود نوشت سوانح میں تحریر فرماتے ہیں :-

"کچھ عرصہ بعد کانگریسی لیڈر مسٹر آصف علی صاحب نے مجھے بتلایا کہ جن دنوں لندن میں تم نے یہ تقریر کی، پنڈت جواہر لال نہرو اور کانگریس کے سرکردہ اراکین جن میں مَیں بھی شامل تھا اورنگ آباد دکن کے قلعے میں نظر بند تھے۔ ہم کانفرنس کے اس اجلاس کی کارروائی کو ریڈیو پر سُن رہے تھے۔ جب تم نے دولتِ مشترکہ کے سیاستدانو کہہ کر آواز بلند کی تو ہم سب توجّہ سے تمہاری تقریر سُننے لگے۔ پنڈت نہرو تو اپنا کان ریڈیو کے بہت قریب لے آئے۔ جب تم نے تقریر ختم کی تو پنڈت جی نے کہا، اِس شخص نے تو ہم سے بھی بڑھ کر بے باکی سے حکومتِ برطانیہ کو متنبّہ کیا ہے۔"

(تحدیثِ نعمت، ایڈیشن دوم ص۴۹۴)

اخبارات کا خراجِ عقیدت

چونکہ برطانوی ہند کی تاریخ میں یہ پہلی مثال تھی کہ حکومت کے ایک سر برآوردہ نمائندہ نے ہندوستانیوں کے سیاسی اور ملکی جذبات کی وضاحت اور ترجمانی کا فرض اس جرأت اور بے باکی سے ادا کیا ہو، اس لئے ہندوستان کے مقتدر ہندو اور مُسلم پریس نے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہٗ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف چند حوالوں پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

(۱) اخبار "انقلاب" مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۴۵ء نے "سر ظفر اللہ خاں کی صاف گوئی" کے عنوان سے اپنے اداریہ میں لکھا :-

"چوہدری ظفر اللہ خاں نے کامن ویلتھ کی کانفرنس (منعقدہ لنڈن) میں جو تقریر فرمائی وہ ہر انگریز اور اتحادی مُلکوں کے ہر فرد کے لئے دلی توجّہ کی مستحق ہے۔ کیا اِس ستم ظریفی کی کوئی مثال مِل سکتی ہے کہ جس ہندوستان کے پچیس لاکھ بہادر مختلف جنگی میدانوں میں جمعیتِ اقوام برطانیہ کی آزادی کو محفوظ رکھنے کی خاطر لڑ رہے ہیں وہ خود آزادی سے محروم ہیں۔

یہ الفاظ کسی غیر ذمّہ دار مقرر کی زبان سے نہیں نکلے جس نے مجمعِ عام میں عوام سے نعرے لگوانے کے لئے یہ طریقِ بیان اختیار کیا ہو بلکہ ایک ذمّہ دار ہندوستانی وفد کے قائد و رہنما کے الفاظ ہیں۔ اور کوئی شخص ان کی سچائی اور درستی میں ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ نہیں کر سکتا۔"

(بحوالہ الفضل ۲۴ر فروری ۱۹۴۵ء صفحہ ۲ کالم نمبر ۴)

(۲) حیدرآباد دکن کے روزنامہ "پیام" نے اپنی اشاعت مجریہ ۲۲ر فروری ۱۹۴۵ء میں اس تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا :-

"سر ظفر اللہ کی اِس آواز میں ایک گرج ہے، ایک دھماکہ ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔"

(۳) روزنامہ "پربھات" (۲۰ر فروری ۱۹۴۵ء) نے لکھا :-

"ایک ایک ہندوستانی کو سر ظفر اللہ کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انہوں نے انگریزوں کے گھر جاکر حق بات کہہ دی۔"

(۴) اخبار "پرتاپ" (مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۴۵ء) نے چودھری صاحب کی معرکۃ الآراء تقریر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا :-

"لنڈن میں آپ نے جو تقریریں کی ہیں اُن سے ہندوستان تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا ہے کوئی اُمید نہ کر سکتا تھا کہ سر ظفر اللہ جیسا شخص بھی برطانیہ کی مذمّت میں ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے چند دن ہوئے آپ نے ایک تقریر کی جسے سُن کر یو۔پی کے سابق گورنر سر میلکم ہیلی جو اس وقت لارڈ ہیلی آف سرگودھا ہیں آگ بگولہ ہو گئے۔ اور میٹنگ سے اُٹھ کر چلے گئے۔ آپ نے برطانوی حکمرانوں کو وہ کھری کھری سُنائیں کہ سُننے والے دنگ رہ گئے۔ برطانوی حکومت کے درجنوں تنخواہ دار ایجنٹوں کے کئے کرائے پر آپ کی ایک تقریر نے پانی پھیر دیا۔"

(۵) اخبار "ریاست" دہلی (۲۶ر فروری ۱۹۴۵ء) نے لکھا :-

"چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان جج فیڈرل کورٹ ایک بلند کیریکٹر شخصیت ہیں۔ اور آپ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ آپ کے دل اور زبان میں فرق ہو۔ چنانچہ چودھری صاحب چونکہ برطانیہ کے مخلص دوست ہیں۔ آپ نے اپنے ان اصلی جذبات کو کبھی چھپانے کی کوشش نہ کی اور جب کبھی آپ کو برطانوی پالیسی اور برطانوی مُدبّروں سے اختلاف ہُوا تو آپ نے اس اختلاف کو بھی کھُلے طور پر بیان کر دیا۔

چودھری سر ظفر اللہ نے برطانیہ کے مخلص دوست ہوتے ہوئے حال میں جو بیان دیا ہے وہ برطانوی مُدبّروں کی آنکھیں کھولنے کا باعث ہونا چاہیئے۔"

آگے اخبار نے حضرت چودھری صاحب کی تقریر کا اقتباس دینے کے بعد لکھا :-

"اے کاش! برطانیہ کے مُدبّر سر ظفر اللہ کے اِس بیان کو آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہندوستان کو آزادی دی جائے۔"

(بحوالہ الفضل ۸ر مارچ ۱۹۴۵ء صفحہ ۲ کالم نمبر ۳)

پس اِن حقائق کی روشنی میں یہ کہنا کہ جماعتِ احمدیہ آزادیٔ ہند کی مخالف رہی ہے بالکل بے بُنیاد اور من گھڑت الزام ہے۔ اور ایسا تاثر پیدا کرنے والے دراصل ایک امن پسند اور روحانی جماعت پر صریح بہتان تراشی اور جھوٹے پروپیگنڈہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاندین کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین ؎

ہندو شاستروں کی پیشگوئیوں کے مطابق

کرشن جی مہاراج کا دوبارہ ظہور کلکی اوتار کے روپ میں

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ ـــ قادیان

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانیر بھوتی بھارت
ابھیتھانم ادھرمسیہ تدآتمانم سرجامی اہم
پریتراناے سادھونام ونا شائے چہ دشکرتیام
دھرم سم ستھاپنارتھائے سمبھوامی یگے یگے
(بھاگوت گیتا)

مندرجہ بالا شلوک شریمد بھاگوت گیتا کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ کے اس اٹل قانون کو بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی دنیا میں دھرم کا زوال ہوتا ہے اور ادھرم بڑھ جاتا ہے لوگ پرماتما کو چھوڑ کر برے کاموں میں متوجہ ہو جاتے ہیں۔ تب کرشن جیسے اوتار کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ اوتار مصلح اور سدھارک کے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ نیک لوگ جو ان کی صحبت میں آتے ہیں ان کی حفاظت کرتے ہیں پاپیوں کا ناش کرتے ہیں اور دھرم کو پھر سے قائم کرتے ہیں۔ اس خدائی قانون کی تائید بھاگوت پران میں مہرشی ویاس جی نے نیز رام چرتر مانس میں گوسوامی تلسی داس جی نے بھی کی ہے۔

ہندو دھرم شاستروں کے مطابق زمانے کو چار یگوں یعنی ست یگ۔ تریتا یگ دواپر یگ اور کل یگ میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر ایک یگ میں پرماتما کے اوتار اصلاح کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔

کل یگ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ اس میں دھرم کا بالکل زوال ہو جانے سے کلکی اوتار ظاہر ہوں گے۔ جو پھر سے دھرم کو قائم کریں گے شریمد بھاگوت گیتا پران اور وشنو پران کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شری کرشن جی دواپر یگ کے آخر میں پرکٹ ہوئے۔ اور جب وہ پرلوک کو پدھارے تب کل یگ شروع ہوا۔ حساب کی رو سے بکرمی سمت سے ۲۸۰۰ سال پہلے کل یگ شروع ہوا۔ (آج کل ۲۰۴۰ بکرمی سمت جا رہا ہے) کل یگ شروع ہونے پر شری کرشن جی کی شکشا اور تعلیم کا اثر ایک ہزار سال تک رہا ایک ہزار سال گذرنے پر کل یگ کا پربھاؤ بڑھنے لگا۔ بکرمی سمت سے ۱۸۰۰ سال پہلے ہنسا اور پاپ بڑھنے لگا۔ تب اب سے لگ بھگ ۲۵۰۰ سال پہلے نند راجہ کے وقت میں بھگوان بدھ کا اوتار ہوا۔ جسے شاستروں میں نویں اوتار مانا گیا ہے۔ اس عرصہ میں بھارت ورش کے علاوہ دیگر ملکوں میں بھی انبیائے کرام کا ظہور ہو رہا تھا یہ سب انبیائے کرام اپنی اپنی امت کیلئے تھے اور ان کی تعلیم بھی انہی لوگوں تک محدود تھی۔

الٰہی علم کے مطابق اب وہ وقت بھی قریب آ پہنچا تھا جب ساری دنیا کے لوگ ایک خاندان کے مطابق ہونے والے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذہبی کتابوں کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک عالمگیر رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور آپ کو ایک کامل شریعت عطا کی جو تمام انسانوں اور سارے یگوں اور زمانے کے لئے تھی۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر بائبل میں ہے اسی طرح حضرت زرتشت نے بھی آپ کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ ویدک دھرم شاستروں میں آپ کے آنے کی بھوشیہ وانی (پیشگوئی) ان الفاظ میں موجود ہے۔

استسمن انترے ملیچھ آچاریہ سمنوت
مہامد اتی کھیاتہ ششیہ شاکھا سمنوتہ
(بھوشیہ پران پرتی سرگ پرو)

یعنی اسی دوران ایک ملیچھ آچاری ظاہر ہوگا جس کا نام مہامد (محمدؐ) ہوگا جسے نہایت ہی فرمانبردار اور عبادت گذار شاگرد ملیں گے آگے کئی شلوکوں میں اس ملیچھ آچاری کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وہ آچاری مرو ستھل (ریگستانی علاقہ) یعنی عرب کی زمین میں ظاہر ہوگا۔ اس کے پیرو ختنہ کرانے والے ہوں گے۔ وہ اونچی آواز سے خدا کی عبادت کے لئے بلانے والے ہوں گے۔ (اذان کی طرف اشارہ ہے) اس کا پیغام ہندوستان میں بھی پہنچے گا۔ اور یہاں کے لوگ بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدت مندوں میں شامل ہوں گے۔

اوپر میں یہ بتا آیا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی پیغمبر نبی رسول۔ اوتار۔ رشی اور منی اصلاح خلق کے لئے مختلف ملکوں میں آئے اور ان کے ذریعہ جو بھی تعلیم اور شریعت آئی وہ خاص قوموں اور خاص وقت کے لئے تھی۔ اور حضورؐ کی آمد سے پہلے آمدہ تمام شریعتیں اور مختلف پیغمبروں کی تعلیمات اپنے اپنے علاقہ میں جاری تھیں اور ہر قوم کو اپنے اپنے نبی اوتار اور پیغمبر کی تعلیم پر چلنے کا حکم تھا۔ مثلاً۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت پر چلنے کا حکم تھا۔ حضرت زرتشت علیہ السلام کی

پیروؤں کو ان کی تعلیم اور شریعت پر چلنے کا حکم تھا۔ حضرت موسیٰؑ حضرت زرتشت کے بعد آنے کے باوجود زرتشت نبی کی شریعت اور تعلیم منسوخ نہیں ہوئی لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے ساتھ ہی حضرت موسیٰؑ حضرت زرتشت۔ حضرت کرشن علیہم السلام ان سب پیغمبروں کی شریعتیں اور دھرم ودھان منسوخ ہو گئے۔ اسی طرح ان شریعتوں کے ماتحت آنے والے نبیوں کی نبوتیں بھی ختم ہو گئیں۔ اور دنیا کی ساری مخلوق کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا نیز آپ کی لائی ہوئی شریعت کو ماننا ضروری ہو گیا آپ کو جو شریعت قرآن مجید کی صورت میں دی گئی وہ تمام صداقتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور آئندہ نسل انسانی میں کتنی بھی تبدیلی ہو جائے۔ قرآن مجید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونے سے ہر قسم کی ہدایت اور اپدیش جن کی کسی وقت بھی ضرورت ہوگی۔ میسر آتی رہیں گی یہ وضاحت میں نے اس لئے کی ہے کہ کلکی اوتار کے بارہ میں جب اس امر پر غور ہوگا وہ کس قوم اور کس جاتی میں آئیگا تو ہم بآسانی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔

اس وضاحت کے بعد میں کلکی اوتار کے بارہ میں وہ امور بیان کرتا ہوں جن کا ذکر مختلف شاستروں میں ہے۔ واضح ہو کہ شریمد بھاگوت پران کلکی پران۔ برہم پران۔ ہری دنش پران گرگ سنگتا۔ رام چرتر مانس۔ سکند پران اور مہابھارت میں کل یگ کے حالات تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مہابھارت میں لکھا ہے کہ مہاراجہ یدھشٹر نے مارکنڈیہ رشی سے کل یگ کے بارہ میں سوال پوچھے تو رشی مارکنڈیہ نے یہ جواب دیا۔

"ہے راجن کل یگ میں اس سنسار کا کیا حال ہوگا۔ وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ غور سے سنو ست یگ میں دھرم اپنے پورن روپ سے قائم ہوتا ہے اس میں چھل کپٹ یا مکاری نہیں ہوتی۔ تریتا یگ میں ایک حصہ ادھرم اپنے سیر جما لیتا ہے اور دھرم کا ایک پاؤں گر جاتا ہے۔ دواپر میں دھرم آدھا رہ جاتا ہے آدھا ادھرم مل جاتا ہے۔ اور کل یگ آنے پر دھیرے دھیرے دھرم ختم ہو جاتا ہے۔ اس زمانے میں انسان دھرم کا جال رچ کر لوگوں کو دھوکہ میں پھنسائیں گے۔ پنڈت کہلانے والے سچائی کا گلا گھونٹیں گے۔ لوگوں کا کریکٹر خراب ہو جائے گا۔ برہمن چھتری ویش تپ اور ستیہ کا تیاگ کر کے پشوؤں کے سمان ہو جائیں گے۔ لوگ ایک دوسرے کا دھن چھیننے کی کوشش کریں گے۔ دشٹ راجاؤں کے کارن پرجا ٹیکسوں کے بوجھ سے دب جائیگی۔ براہمن ویدوں کے پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔ لوگوں میں ماتا اور پتا کا سنسکار نہیں رہے گا۔"

ان حالات کے ظاہر ہونے پر کلکی اوتار ظاہر ہو کر پاپیوں کا ناش کریں گے۔ اور دھرم کی ستھاپنا کریں گے۔

پیارے بھائیو۔ ہندو پنڈت اور ودوان عرصہ ستر بہتر سال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ شاستروں میں لکھے کل یگ کے لکشن اور علامات پورے ہو چکے ہیں۔ اس لئے کرشن جی کو گیتا میں کئے گئے وعدہ کے مطابق آنا چاہیئے۔ بعض ہندو بھائیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کرشن جی ہی کلکی اوتار کے روپ میں آئیں گے۔ چنانچہ ہر سال جنم اشٹمی کے موقع پر کرشن جی کو ان کا وعدہ یاد دلا کر ان سے جلد آنے کی پرارتھنا کی جاتی ہے۔ جیسے پنڈت رام نارائن کہتے ہیں

"بھگوان اب کے اوتار دھارن کرنے کی آواز برابر ۲۰۔۳۰ سال سے ہم سن رہے ہیں اور بھوشیہ وانیاں بھی کی جا رہی ہیں کہ اب بھگوان کا اوتار شیگھر (جلدی) ہوگا۔ اس کے مطابق بھگوان کا اوتار کہیں نہ کہیں ضرور ہونا چاہیئے۔ نہیں تو کیا ہم اسی آشا پر بیٹھے کلکی کی رٹ لگاتے رہیں گے اور اپنا جیون سماپت کر دیں گے۔ پھر اس طرح تو بھگوان کا جنم ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ اور یہ بھگوان کی بارات بنا دولہا کے ہی رہے گی۔"

جس طرح ہندو دھرم شاستروں میں کل یگ کے آنے کا ذکر ہے اسی طرح تقریباً ہر مذہب نے یہ بتایا ہے کہ ایک گھور اندھکار اور سخت تاریکی کا زمانہ آنے والا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے پیشوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد مسلمان آہستہ آہستہ خراب ہو جائیں گے اور ۱۳۰۰ سال گذرنے پر ان کی حالت خراب ہو جائیگی تب ان حالات میں حضور نے فرمایا میرا ایک مثیل ظاہر ہوگا۔ جس کا نام حضور نے امام مہدی کا رکھا۔

آج مسلمانوں کی پامالی اور خراب حالت

کی وجہ سے امام مہدی کے شدید منتظر ہیں اسی طرح عیسائی حضرات عیسیٰؑ کی انتظار کر رہے ہیں یہودی اور پارسی یا حواد رشاہ بہرام وغیرہ کی انتظار میں ہیں۔ بُدھ دھرم کو ماننے والے بودھ کے دوبارہ آنے کی انتظار رہے ہیں۔ جو میتری کے نام سے آئیگا۔ جس طرح ہندو بھائی آج کے زمانہ کو کل یگ کا زمانہ قرار دے کر کلنکی اوتار کی آمد کے منتظر ہیں۔ اسیطرح جملہ مذاہب والے موجودہ زمانہ کو تاریک مان کر اپنے اپنے موعود کے شدت سے منتظر ہیں۔ جملہ مذاہب کی پیشگوئیوں پر غور کرنے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مختلف مذاہب کے یہ موعود دراصل ایک ہی وجود ہوگا۔ ہندو اسے کرشن اوتار یا کلنکی اوتار سے یاد کریں گے۔ عیسائی اس کو مسیح کا نام دیں گے۔ مسلمان اسے امام مہدی کہیں گے۔ بودھ اسے میتری کے نام سے یاد کریں گے اور تمام دھرموں کے ماننے والے اسے شردھا اور عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے چنانچہ ایک غیر مسلم شاعر نے یہی نظریہ پیش کرتے ہوئے آنے والے کلنکی اوتار کے بارہ میں کہا ہے

تم ہو کلنک اوتار آ آ ہے امام دو جہاں
منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی تو زمن کا مسیح
تو شاہِ مُلکِ لپستی تو شہنشاہِ طیور

میں ادپر بتا آیا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد جو بھی سدھارک مصلح یا اوتار آئیگا وہ حضور کی شریعت پر چلنے والا آپ کی اطاعت فرمانبرداری کرنے والا ہوگا۔ اسی لئے آنے والے کلنکی اوتار امام مہدی۔ حضرت عیسیٰ بدھوں کے میتری کا ظہور اسلام دھرم میں ہوگا۔

اس اوتار اور مصلح کی اسلام دھرم میں ظاہر ہونے کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ سبھی دھرموں والے یہ مانتے ہیں کہ اس زمانہ میں آنے والے مصلح نے اسلئے آنا ہے کہ وہ دنیا میں شانتی اور امن کو قائم کرے۔ اگر آنے والا مصلح اسلام کے علاوہ کسی اور دھرم میں ظاہر ہوتا ہے تو سنسار میں شانتی قائم نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ اگر کلنکی اوتار ہندوں میں ظاہر ہوا وہ صرف ہندو رشیوں اور نبیوں کو سچا مانے گا باقی تمام نبیوں۔ پیغمبروں اور اوتاروں کو سچا تسلیم نہیں کرے گا۔ اسی طرح یہودی عیسائی اور پارسی مذاہب کا حال ہے۔ لیکن جب آنے والے مصلح اور اوتار کا مذہب اسلام ہوگا۔ تو اسلام کی تعلیم کے مطابق وہ ان تمام نبیوں پیغمبروں اور اوتاروں کی عزت کرے گا جو مختلف وقتوں میں اور مختلف ملکوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔

کیونکہ قرآن مجید اور صرف قرآن نے ہی یہ تعلیم دی ہے کہ ہر قوم اور ہر امت میں ہادی اور راہنما آئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم خدا کی طرف سے آنے والے ان نبیوں اور رسولوں میں جو مختلف رشیوں اور قوموں میں آئے ہیں کوئی فرق نہیں کرتے یہ سب کے سب عزت کے قابل ہیں۔ پس اسلام ہی ایسا فراخ دل مذہب ہے جس نے تمام پیغمبروں۔ نبیوں۔ اور پیغمبروں کی عزت کو قائم کیا ہے۔ اور یہی وہ مذہب ہے جس میں اقوام عالم کے موعود اور کلنکی اوتار کو آنا چاہیے

میرے پیارے بھارتیہ نواسیو۔ رام کا نام جپنے والو۔ کرشن سے پریم کرنے والو میں یہ خوش خبری دیتا ہوں کہ پرم پتا پرماتما نے اپنی آپار دیا اور مہربانی سے اپنے بھگتوں کی رکشا کے لئے قادیان (پنجاب۔ بھارت) کی سرزمین میں اپنا گیان دے کر سنسار سدھار کے لئے اپنا اوتار بھیج رہا ہے۔ یہ آنے والا وجود کلنکی اوتار کا روپ دھارن کرکے اور حضرت کرشن نیز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل بن کر آیا ہے اس کلنکی اوتار کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے آپ ۱۸۳۵ء میں قادیان میں پیدا ہوئے ۱۸۹۱ء میں آپ نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۴ء میں آپ نے سیالکوٹ کی سرزمین میں یہ اعلان فرمایا کہ۔

"میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس سال سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

پس وہ کلنکی اوتار جس کی بڑی شدت سے ہمارے ہندو بھائی انتظار کر رہے ہیں اور بڑی تڑپ سے اس کے آنے کے لئے دعائیں کر رہے ہیں عین وقت پر ظاہر ہو چکا ہے۔ اور حضرت کرشن کا وعدہ "یدا یدا دھرمسیہ" بڑی شان کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ میں ہندو بھائیوں سے بالخصوص درخواست کرتا ہوں کہ اس پر صدق دل سے غور کریں

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کل یگ میں آنے والے کلنکی اوتار کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی تعلیم کی پیروی کر کے روحانی ترقی حاصل کرتے ہیں

مقبرہ بہشتی کا نظارہ

نتیجۂ فکر حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر مرحوم و مغفور (غیر مطبوعہ)

کیوں آپ ہی آپ آنسو آنکھوں سے ہوئے جاری
یہ کس نے گلا گھونٹا کیوں سانس ہوا بھاری
کیوں سینہ میں سوزش ہے کیوں دل میں ہے کاہش سی
بے ہوشی کا عالم کیوں مجھ پہ ہوا طاری
زندہ تو ہوں میں لیکن مُردوں کی سی حالت ہے
میں خواب کہوں اس کو یا عالم بیداری
کیا دیکھ لیا میں نے گُم عقل ہوئی جس سے
کیا چیز نظر آئی جو لے گئی ہوشیاری
زندوں میں اگر ہوتا میں یہ بھی سمجھ لیتا
یہ حُسن کا جادو ہے یہ حُسن کی عیّاری
چھوٹا سا بغیچہ ہے یہ جس میں کھڑا ہوں میں
سنّاٹے کا عالم ہے ہر سمت یہاں طاری
اس بزم خموشاں میں کیا ذکر تکلّم کا
بلبل ہے تو بے نالہ قمری ہے تو بے زاری
ہر غنچہ ہے لب بستہ ہر پھول ہے دل خستہ
ہر شاخ کو ہے سکتہ ہر پیڑ میں خودداری
اس محفل قدسی کے آداب نرالے ہیں
معدوم یہاں خنداں موجود یہاں زاری
یہ رُعب کا عالم ہے یہ جذب کی حالت ہے
تھرّاتی ہے یاں آکر ہستی کی ریاکاری
یک لخت ہوا غائب دُنیا کا ہر اک سودا
کیا خواہش ہر عزّت کیا سوزش سرخواری
کچھ ڈھیر ہیں مٹی کے یہ جن کا کرشمہ ہے
یہ جن کی گرانباری ہے تاج سُبکباری
چُپ منہ سے سُناتے ہیں ماضی کے یہ افسانے
خاموش زبانی پر قربان ہے نقّاری
الواح کی تحریریں ہیں صدق کی تفسیریں
پتھروں کی ہیں تصویریں کیوں ہم کو نہ ہوں پیاری
ہیں سامنے آنکھوں کے مہتاب سے وہ چہرے
ہیں نور فشاں جن پر اخلاص و وفاداری
اے بچھڑے ہوئے پیارو ٹھہرو کہ میں آتا ہوں
ہستی سے خفا ہوں میں جینے سے ہے بیزاری
رو رو کے چنبیلی کے پھولوں سے میں کہتا ہوں
اے گل بتو خبر سندم تو بوئے کسی داری؟
اے قبر مسیحا کی گوہر ہو فدا تجھ پر
وہ بھی تھا مجھے پیارا تو بھی ہے مجھے پیاری

مرسلہ :- فرحت اللہ دین۔ سکندر آباد

قسط سوئم (آخری)

خلافتِ ثالثہ کی تحریکات و برکات

تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان بر موقعہ جلسہ سالانہ بسنہ ۱۹۸۲ء۔

تبلیغ اسلام کی آپ کے زمانہ میں وسعت:۔

جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ:۔

"دیکھو میں بھی آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی" (انوارِ خلافت صفحہ ۱۱۵-۱۱۶)

خود حضورؒ نے بھی ۱۹۶۶ء میں اعلان فرمایا تھا کہ

"میں پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہیں جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام قبول کر چکی ہوگی ...... وہی زبانیں جو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے رہی ہیں۔ آپ پر درود بھیج رہی ہوں گی۔"

چنانچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بحیثیت خلیفہ آپ پر تبلیغی ذمہ داری عائد ہونے کے بعد آپ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ اپنے جس بندہ کو منصب خلافت پر فائز کرتا ہے۔ ایک طرف اُس کے دل میں اپنے متبعین کے لئے ہمدردی و غمخواری کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیتا ہے جس کے تحت وہ ہر دم اُن کے لئے دردمندانہ دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ دوسری طرف بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کا شدید جذبہ اُس کے دل کو ہمیشہ گداز رکھتا ہے" فرمایا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ دنیا میں علاقے کے علاقے ایسے ہوں گے کہ جن سے زندگی یکسر ختم ہو جائیگی۔ صرف انسان ہی نہیں کوئی جانور بھی باقی نہیں رہے گا ...... میرا فرض ہے کہ میں انہیں بتاؤں کہ اُن کے لئے ایک عظیم الشان تباہی مقدر ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اُس راستہ کو اختیار کریں جس پر چل کر وہ تباہی سے بچ سکتے ہیں اور وہ راستہ یہی ہے کہ اسلام کی عافیت بخش آغوش میں آئیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوں اور پاک دل اور پاک ارادہ ہو کر آستانۂ الوہیت پر گریں اور خدا کی امان کے نیچے جمع ہوں"

(بدر ۱۳ جولائی ۱۹۶۷ء)

اس غرض و غایت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے حضور نے ۱۹۶۷ء و ۱۹۷۰ء و ۱۹۷۳ء و ۱۹۷۶ء و ۱۹۷۸ء و ۱۹۸۰ء میں مغربی افریقہ۔ انگلستان۔ یورپ۔ امریکہ کینیڈا پھر دوبارہ انگلستان اور مغربی ممالک کے سفر اختیار فرمائے۔ ۱۹۸۰ء کے کامیاب اور بابرکت سفر کے تاثرات کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں فرمایا:۔

"یورپ کے کروڑوں انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اور اُن پر واضح کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے سایہ میں پناہ نہیں لینگے۔ تو آسمانی پیشگوئیوں کے بموجب ایک ہولناک تباہی کی نذر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے یہ کام بظاہر ناممکن نظر آتا تھا ...... لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی معجز نمائی سے یہ بات ممکن کر دکھائی۔ اُس نے اپنے فضل سے ایسا تصرّف کیا کہ اخبارات۔ ریڈیو۔ بلکہ ٹیلی ویژن اسٹیشنوں نے میرے اس دورہ میں اتنی دلچسپی لی کہ انہوں نے میری پریس کانفرنسوں اور تقریروں کی خبروں کو نمایاں طور پر کثرت سے شائع اور نشر کیا۔ وہ پیغام جو میں لے کر وہاں گیا تھا۔ وہاں کے کروڑوں انسانوں تک پہنچ گیا۔ یہ پیغام نہ صرف عاجز کے الفاظ میں بلکہ اس عاجز کی آواز میں پہنچا ...... اور اس طرح یہ اتمام حجت ہوگیا۔ اگر ہم کروڑں روپے بھی خرچ کرتے تو اشاعت اسلام کا اس قدر کام نہ ہو سکتا۔ جو اس سفر میں بأحسن و خوبی انجام پذیر ہوا اس عظیم الشان نشان کو دیکھ کر اگر ہم سارا مال اور اپنے جذبات اور عزتوں کا ہر پہلو بھی خرچ کر دیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا پس ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیئے اور آئندہ اپنی نسلوں کے دلوں میں محبت الٰہی کا جذبہ راسخ کرنا چاہیئے"

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بدر ۲۸ ستمبر ۱۹۸۰ء)

اسی ضمن میں مزید فرماتے ہیں:۔

"وہاں اس قسم کا تصرف نظر آتا تھا کہ جب میں پہنچتا تھا لیکن معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ ہمارے خادم ہیں۔ ذرا ذرا سی بات میں وہ ہمارا خیال رکھتے تھے اُن کی ہم پر نظر پڑتی تھی تو اُن کے چہروں پر بشاشت ہو جاتی تھی۔ ہر ایک آدمی اپنے کام کو چھوڑ کر ہماری طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ سڑکوں پر چلنے والے بھی۔ میں تو باہر کم ہی نکلتا تھا لیکن جب بھی میں باہر گیا ہوں میں نے یہ دیکھا کہ ہر شخص مجھے پہچانتا ہے سینکڑوں نہیں ہزاروں کیمرے تھے جنہوں نے ہماری تصویریں لیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید سفر کے دوران پچاس ہزار سے زیادہ کیمروں نے ہماری تصاویر لی ہوں گی۔ لوگ اپنے کام بھول کر اپنی سیر بھول کر ہماری طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ ان سب لوگوں کے کانوں میں جو آواز میں نے ڈالی ...... "اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ منقول از بدر ۱۹۸۰ء)

متعدد سربراہان حکومت کو تبلیغ:۔

حضورؒ فرماتے ہیں:۔

"میں وہاں پانچ ہیڈز آف سٹیٹس سے ملا ہوں۔ میں غیر ملکی نہ جان نہ پہچان۔ مگر انہوں نے مجھ سے بے حد پیار کیا ان پانچ میں سے تین عیسائی تھے باقی دو غیر احمدی مسلمان تھے۔ لیکن مجھ سے اس طرح ملے جیسے اُن کا کوئی بزرگ ہو" لائبیریا کے صدر مملکت ولیم ٹب مین نے حضور کے اعزاز میں یہ الفاظ کہے "آج ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ اس زمانہ کے روحانی بادشاہ ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں"

سیرالیون کے گورنر جنرل جان سی نے ان الفاظ میں حضور کا خیر مقدم کیا:۔

"It is a blessing your coming ..."

آپ کی تشریف آوری یہاں برکت کا موجب ہے۔

(منقول از بدر ۲۸ ستمبر ۱۹۸۰ء)

افریقہ کے بارے میں بڑے ولولہ انگیز پیرایہ میں حضورؒ نے فرمایا:۔

"افریقہ ...... اسلام کی ...... ہمارے ...... بھائیوں نے صبح طلوع ہوتے دیکھی ہے خدا کے فضل سے وہاں اسلام کا سورج اُفق آسمان پر نکل آیا ہے"

(اقتباس تقریر حضور منقول از بدر ۱۸ نومبر ۱۹۸۰ء)

دو عظیم شخصیتوں کا قبول احمدیت:۔

آپ کے دورِ خلافت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے گیمبیا کے سابق گورنر جنرل سر فارا محمد سنگھاٹے کے ذریعہ اس عظیم بشارت کے ابتدائی ظہور سے ہمیں شاد کیا تھا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے جبکہ انہوں نے ایک لمبا عرصہ دعائیں کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے مستقل کپڑے کا ایک ٹکڑا عطا کئے جانے کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ وہ کپڑا انہیں بھجوا گیا اور انہوں نے بحمد اللہ تعالیٰ اس سے برکت حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور نشان یہ دکھایا کہ موجودہ سربراہ مملکت جو اپنے ملک میں بہت مقبول ہیں ان کی قوم انہیں باپ کہہ کر پکارتی ہے ان کے بیٹے نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ ثم الحمد للہ (بدر ۱۱ جنوری ۱۹۸۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا ایک رؤیا:۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اس پیارے بیان میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ...... افریقہ میں ...... ہوں گے۔ پھر فرمایا مغربی افریقہ میں تعلیم یافتہ ...... "

ہر مخلص احمدی کیلئے ضروری ہے کہ مقررہ شرح کے مطابق چندہ ادا کرے

ناظر بیت المال (آمد)

(پیغام صلح ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی کا یہ رویا خدا کے فضل سے بڑی صفائی سے پورا ہو چکا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے انقلاب آفریں دور کی جھلکیاں کے عنوان سے اخبار بدر ۱۵/۲۲ دسمبر ۱۹۸۲ء میں یہ خبر تحریر ہے کہ پچھلے چالیس سال میں احمدیوں نے مغربی افریقہ میں آٹھ لاکھ عیسائیوں اور مشرکوں کو اسلام میں داخل کیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک خواب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں پانچ سال امریکہ میں رہ کر آیا ہوں اور اب روس جاؤں گا۔" حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ فرماتے ہیں:۔

"یہ خواب ایک رنگ میں میرے ذریعہ پوری ہوئی ہے کیونکہ خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سے میں ہی پہلا خلیفہ ہوں جسے خدا تعالیٰ نے امریکہ اور کینیڈا کے دورہ کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ خواب بتا رہی ہے کہ آئندہ پانچ سال شمالی امریکہ میں رہنے والے احمدیوں کے لئے بہت اہمیت کے حامل ہیں اور ان پانچ سالوں میں ان پر عظیم ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں۔"

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ منقول از بدر ۱۸-۱۱-۱۹۷۶ء)

بعض ایمان افروز تبلیغی واقعات

حضور نے ان مذکورہ بالا تبلیغی سفروں کے بعض واقعات بہت ایمان افروز ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) "ایک جگہ ایک آرچ بشپ نے شروع میں تھوڑی سی شوخی کی تھی میں نے اُسے توحید کی تبلیغ کی۔ وہ اتنا متاثر ہوا کہ میری واپسی پر مصافحہ کرتے وقت اُس پر ایسا رعب طاری تھا کہ وہ مصافحہ کے وقت ایسا جھک گیا جس طرح اپنے سے بڑے بشپ کے سامنے جھک رہا ہو۔ اُس وقت میرے دماغ میں یہی آیا کہ میں تو عاجز انسان ہوں یہ نظارہ تثلیث کے توحید کے سامنے جھکنے کا ہے۔"

(خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ منقول از بدر ۲۳ ستمبر ۱۹۷۰ء)

(ج) موثر تبلیغ کا ایک واقعہ

"یو میں جورو کے ایک پیرا ماؤنٹ چیف جس کا اب مجھے خط ملا ہے اور اُس میں اُس نے لکھا ہے کہ میں نے آپ کے بو میں آنے پر اپنے پندرہ آدمی بطور آبزرور بھیجے تھے اور میں ان کے ذریعہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپ لوگوں سے کیسے سلوک کرتے ہیں۔ اُنہوں نے آکر مجھے بڑی اچھی رپورٹ دی ہے خصوصاً (یہ چیز میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پیار کرنے کا کیا اثر ہوتا ہے) اس بات کا مجھ پر بڑا اثر ہے کہ آپ نے اُن سے معانقہ کیا۔ اب معانقہ کرنے میں انسان کا کیا خرچ آتا ہے۔ لیکن یہ چیز بڑا ہی اثر پیدا کرتی ہے۔ ان کے بچوں کو پیار کرنے سے اُن کو گلے لگا لینے سے اُن کو غیر ملکیوں کے خلاف جو نفرت اور حقارت ہے۔ وہ ایک لمحہ میں ڈھل جاتی ہے۔"

(اقتباس تقریر حضور فرمودہ ۲۴ اگست ۱۹۷۰ء)

۱۹۷۴ء کے بعد پاکستان میں قبولِ احمدیت کی رَو

فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ ہمیں ساتھ ساتھ اپنے انعاموں سے نواز رہا ہے۔ مثال کے طور پر ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد بعض علاقوں میں (میں) رو چلائی ہے کہ اب تک ہزاروں گھرانے احمدی ہو چکے ہیں اور جو احمدی ہوئے ہیں وہ دن بدن ایمان اور اخلاص میں پختہ تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔"

(امریکہ میں حضور کا خطاب منقول از بدر ۹/۱۲)

وقفِ جدید کی انجمن کے ذریعہ تبلیغ

وقف جدید کی انجمن کے کاموں کے تعلق سے حضور نے بتایا۔

(۱) "کہ اس کے ذریعہ ہندوؤں اور بت پرستوں میں اسلام کا بڑا اچھا کام ہو رہا ہے سینکڑوں لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور ہزاروں غیر مسلم اسلام کی تحقیق میں مشغول ہیں۔"

(ب) صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر ہونے والی لنڈن میں بین الاقوامی کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا:۔

"عیسائی دنیا سوئی پڑی تھی۔ اس کانفرنس نے انہیں جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے چنانچہ عیسائی حلقوں میں کھلبلی پڑ گئی ہے ...... یورپ کی ایک فرم کے اندازہ کے مطابق ۱۴ کروڑ انسانوں تک اس کانفرنس کے نتیجہ میں آواز پہنچ گئی ہے جبکہ جنوبی امریکہ اور بعض دیگر ممالک اس اندازہ میں شامل نہیں ہیں۔"

(خطاب حضور جلسہ سالانہ منقول از بدر [illegible])

(ج) فرمایا:۔

"نیز اس دورہ میں ایک سانحہ پیش

"قائم ہو جائے گا۔"

(۱) "اٹلی میں مسجد کے لئے کوشش جاری ہے۔" (بدر ۹/۱۲)

(۲) ہنگری میں ایک خاصی جماعت احمدیوں کی موجود ہے (اقتباس تقریر حضور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء)

(۳) سپین میں ۷۴۴ سال کے بعد حضور کی دعاؤں اور کوششوں سے جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد حضور نے ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء میں رکھا اور اسکے افتتاح کی تاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء مقرر فرمائی۔ (چنانچہ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ذریعہ سے اس کا افتتاح ہو چکا ہے) یہ کارنامہ حضور کے عہد مبارک کا کوئی معمولی کارنامہ نہیں۔ اس کے بارہ میں سپین کے عظیم بزرگ حضرت امام عبدالوہاب سعرانی رح کی قریباً چھ صد سال پہلے کی یہ حیرت انگیز پیشگوئی پوری ہوئی کہ:۔

"سپین پر عیسائیوں کے قبضہ کے بعد دوبارہ اسکی فتح مہدی موعودؑ کے زمانہ میں ہوگی اور جب سپین کے لوگ امام مہدی سے مدد کے طالب ہوں گے اُس وقت ـــ مہدی کے لشکر کی قیادت اُس شخص کے ہاتھوں میں ہوگی جو امام الزمان کا نائب جس کا ستارہ قسمت روشن اور جو ناصر دینِ اسلام اور حقیقۃً خدا کا ولی ہوگا۔"

(کتاب مختصر تذکرہ قرطبہ ص ۱۳۰)

آپ نے اپنے دورِ خلافت کے سارے اوقات اوّل تا آخر تبلیغ و تربیت پر صرف فرمائے۔ پیرانہ سالی کے باوجود آخری لمحہ تک معمور الاوقات رہے ہر مرحلے پر وقت کی نزاکت کے مدنظر خود کام کیا اور جماعت سے کام لیا۔ صدی کی تکمیل تک بھی ایک ٹارگٹ مقرر کر کے اُسکی تکمیل کی اور دوسری صدی کے بارہ میں اعلان فرمایا کہ یہ غلبۂ اسلام کی صدی ہے دوسری صدی کا پہلے سے استقبال شروع فرمایا جماعت کو اس استقبال کا ایک منصوبہ دیکر اُس میں مصروف فرما دیا اور خود تیزی سے اُس پر عملی جامہ پہناتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد فرما دی۔ خدا تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے آمین۔ اس منصوبہ کے مطابق خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے قرآن مجید کے تراجم اور تفسیر کی اشاعت پہلی دو خلافتوں سے بڑھ کر کی اور وسّع مکانک کی بشارت کے مطابق تعمیر مساجد کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے الساجد مکانی کہ میرا گھر تو مساجد ہیں توسیع مکانات کا سلسلہ خلافت ثالثہ میں انہیں معنوں میں خاص طور پر جاری رہا۔ یہ سب کام توسیع تبلیغ سے ہی تعلق رکھتے ہیں جو بفضلہ بدستور جاری ہیں۔ اللھم زد فزد۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو خلافت احمدیہ سے سچی وابستگی اور حصولِ فیوض و برکات کی نسلاً بعد نسلٍ توفیق دیتا رہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی تمام ذمہ داریوں کو بر وقت ادا کرنے کی اُسکی جناب سے ہمیشہ توفیق حاصل ہوتی رہے اور مولیٰ کریم ہمیں ہر بلا سے محفوظ رکھے ہم سب ہمیشہ اُس کی نگاہ لطف و کرم اور اخص تفضلات کے مورد رہیں۔ اور مولیٰ کریم کی رضا کی راہ پر ہمیشہ گامزن رہنے کی اسی سے توفیق پاتے رہیں۔ آمین اللھم آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عزمِ ناصرِ دیں

فلسفیانہ گفتگو میں محو فرزانے رہے
صوفیا شب بھر مصروف حالِ وجد میں
مدعیانِ علم تھے مشغول در بحث طویل
اُن کے سر پر گرچہ دستارِ فضیلت تھی بندھی
عیسیٰ مریم فلک سے آئیں گے بھی یا نہیں
افتتاحِ مسجد کا جب کرنے گئے صاحبِ قراں
جب ہوئی بانگ اذاں مسجد بشارت سے بلند
سات صد سالہ خموشی کا جو پردہ ہٹ گیا
تھا بڑا بھاری یہ پتھر جو مَسرکر بس رکھ دیا
عزمِ ناصرِ دیں کا عنوان ثبت ہو تاریخ میں
جب غلامِ ساقی کوثر نے جامِ مے دیا
محفلِ رنداں میں کل شب یہ عجب سا حال تھا
بیٹھ کر سائے تلے وہ کر رہے آرام تھے
ہم نے دیکھا رات بھر یہ حال سیاری کا عمل

اور ادھر راہِ عمل طے کرتے دیوانے رہے
پیشِ حق گریہ کناں اللہ کے متانے رہے
ماحصل اس کا کہ روحِ دیں سے بیگانے رہے
پیرِ مؤبدِ دیں سے یکسر وہ انجانے رہے
اُن کے نازل ہونے کے سنتے ہم افسانے رہے
رات دن محوِ دعا بس اُن کے دیوانے رہے
کانپتے گرجے رہے لرزش میں بتخانے رہے
دیکھ کر منظر عجب حیران فرزانے رہے
اور اُٹھانے بوجھ یہ ہم جیسے دیوانے رہے
جس سے غرقِ بحرِ استعجاب فرزانے رہے
پی کے رقصاں سرخوشی میں سارے مستانے رہے
نوشِ تھیں صف کی صف گردش میں پیمانے رہے
خارزارِ عشق میں چلتے تھے دیوانے رہے
شمع کی لَو پر گرے اور جلتے پروانے رہے

عاجزِ ناکارہ جب اُٹھا بزمِ امکاں سے اُٹھا
یاد میں نالہ کناں اپنے و بیگانے رہے

سید ادریس احمد عاجز کرمانی ربوہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں سورج اور چاند گرہن کا آسمانی نشان

از مکرم حافظ ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب صدر شعبہ ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد۔

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں آنے والے مہدی موعود کے زمانہ کی علامات جو بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک عظیم الشان علامت یہ ہے کہ رمضان کے مہینے کی معین تاریخوں میں مہدی کے وقت میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

"ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه۔"

(دار قطنی جلد اوّل صفحہ ۱۸۸)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ (یعنی تیرہویں تاریخ میں کیونکہ چاند گرہن خدائی قانون قدرت کے مطابق تیرہویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ میں ہوا کرتا ہے) اور سورج کو اس کے درمیانی دن میں گرہن لگے گا یعنی اسی رمضان کے مہینہ میں اٹھائیس تاریخ کو کیونکہ قانون قدرت کے مطابق سورج گرہن ستائیس اٹھائیس اور انتیس تاریخوں میں ہوا کرتا ہے)

یہ علامہ دار قطنی کی حدیث ہے جو بلند پایہ کے محدث تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کی صحت کے متعلق مفصل بحث اپنی تصنیف تحفہ گولڑویہ میں فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان اور بے نظیر پیشگوئی کو امت محمدیہ کے بزرگ اپنی کتابوں میں پیش کرتے آئے ہیں۔ احمدیہ پاکٹ بک مصنفہ محترم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم مرحوم میں حوالے درج ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان فرمایا کہ آپ ہی وہ موعود مہدی ہیں جن کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی نشاۃ ثانیہ مقدر ہے آپ نے اپنے دعویٰ کی صداقت کے لئے عقلی اور نقلی دلائل اور آسمانی تائیدات اور پیشگوئیاں پیش کیں مگر وقت کے علماء نے آپ کے دعویٰ کو جھٹلایا اور آپ کو دجال اور کذاب کہا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آسمانی نشان دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۴ء میں رمضان المبارک کی معینہ تاریخوں میں چاند اور سورج گرہن ہوا۔ چاند گرہن ۲۱ مارچ کو (۱۳ رمضان بعد مغرب) ہوا اور سورج گرہن ۶ اپریل (۲۸ رمضان) کو ہوا۔

اس نشان کے ظاہر ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم تحریر فرمائی جس میں آپ نے وضاحت فرمائی کہ یہ نشان ایک عظیم الشان غیبی خبر پر مشتمل ہے۔ اور پہلے زمانوں میں کسی مدعی مہدویت یا ماموریت کے لئے ایسا خسوف و کسوف کبھی بطور نشان ظاہر نہیں ہوا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ایک ہزار روپیہ انعام دونگا جو یہ ثابت کر دے کہ ماہ رمضان کی انہی تاریخوں میں جو حدیث میں مذکور ہیں کسی مدعی مہدویت اور ماموریت کے لئے خلق آدم سے لے کر آج تک کبھی ایسا خسوف و کسوف ہوا ہے

پاکستان کے ایک رسالہ ہفت روزہ چٹان لاہور مورخہ ۵ جولائی تا ۱۱ اگست ۱۹۸۲ء میں غازی منجم صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ماہ رمضان ۱۲۲۲ھ / ۱۸۰۷ء، ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۹ء، ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۱ء، ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء، ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء، ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء، ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء، ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء میں سورج اور چاند گرہن یہ دونوں رمضان کے مہینہ میں ہوئے ہیں اور یہ کہ ۱۸۹۴ء (۱۳۱۱ھ) کے گرہن کو اہمیت دے کر دھوکہ دیا گیا ہے۔ نیز غازی منجم نے یہ لکھا ہے کہ کتاب نور الحق میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ماہ رمضان میں خسوف و کسوف نہ کبھی ہوئے اور نہ کبھی ہوں گے اور انہوں نے انعام کا مطالبہ کیا ہے۔

یہ درست ہے کہ وقتاً فوقتاً رمضان کے مہینے میں کسوف و خسوف ہوتے ہیں لیکن حدیث شریف میں معین تاریخوں کی شرط ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معین تاریخوں کی شرط پر اپنی کتاب نور الحق میں تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ نیز کسوف و خسوف کی نوعیت پر جو ۱۳۱۱ھ میں دیکھا گیا۔ اور فرمایا ہے کہ ایسا کسوف و خسوف مع مدعی مہدویت کسی زمانہ میں جمع نہیں ہوئے۔ آپ کا یہ منشا نہیں ہے کہ کسوف و خسوف رمضان میں کبھی نہیں ہوئے

غازی منجم نے اپنے مضمون میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے کہ جن سالوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن ہوا وہ رمضان کی کن تاریخوں میں ہوا۔ اور نہ کسی مدعی مہدی کا ذکر کیا ہے جنہوں نے گرہن کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا ہو۔

خاکسار نے ڈاکٹر موہن بہادر ... Dr. ... کے ساتھ مل کر رمضان کی تاریخوں کا مطالعہ کیا جن میں غازی منجم صاحب کے مذکور کردہ کسوف خسوف وقوع ہوئے۔ ہماری لائبریری میں کتاب ہے

Canon of Eclipses by Oppolzer
(Dover Publication New York 1962)

اس کتاب میں سابقہ اور آئندہ ہونے والے سورج اور چاند گرہن کے بعض تفاصیل دیئے گئے

نیز ایک دوسری کتاب جس سے ان سالوں میں رمضان المبارک کی پہلی تاریخ معلوم کرنے میں مدد ملی وہ یہ ہے۔

Tables of Moon and Sun by J. Meeus (copyright 1962 by Les Imprimeries Campinoises ... Leopoldsburg, Belgium)

ہمارا حاصل مطالعہ یہ ہے کہ ان جگہ ... میں سے جن کا حوالہ غازی منجم نے دیا ہے صرف ۱۸۹۴ء کا رمضان معین تاریخوں کی شرط کو پورا کرتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چاند گرہن زمین کے نصف کرہ سے زائد سے دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن سورج گرہن کے دیکھے جانے کا رقبہ محدود ہوتا ہے کئی دفعہ ایسے مقامات پر سورج گرہن ہوتا ہے جہاں آبادی کم ہوتی ہے یا سمندر ہو۔ ۱۸۹۴ء کا سورج گرہن ایشیا کے کئی مقامات سے دیکھا جا سکتا تھا جس میں ہندوستان بھی شامل تھا جہاں پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام موجود تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف نور الحق میں تحریر فرماتے ہیں :-

(باقی صفحہ ۲۲ پر دیکھئے)

ہجومِ عاشقانِ مہدیٔ موعود

عشقِ احمد کو دلِ دجاں میں بساتے آیئے ‏ رُوح کی وسعت نگاہوں کو جگمگاتے آیئے

اُس زمیں پر چشمۂ روحانیت ہے موجزن ‏ اُس زمیں کی خاک آنکھوں سے لگاتے آیئے

ناپتے اُس سرزمیں کو سجدہ ہائے شوق سے ‏ روشنی سی رہگذاروں پر بچھاتے آیئے

ہر طرف ہے حُسنِ سیرت، موعودِ حجۃ دیں کا نُور ‏ اُن حسین انوار سے آنکھیں ملاتے آیئے

یہ ہجومِ عاشقانِ مہدیٔ موعود ہے! ‏ اس ہجومِ عاشقاں میں مسکراتے آیئے

دیدنی ہے اجتماعِ خیر و برکت کی فضا ‏ خدمتِ اسلام کا پرچم اُڑاتے آیئے

اُس زمیں پر ضَو فشاں ہے زندگی کا آفتاب ‏ زندگی کے ولولوں کی ضَو بڑھاتے آیئے

ہر طرف سے ہر نظر میں ہر قدم پر بار بار ‏ آیئے شمعِ عقیدت کو جلاتے آیئے

بٹ رہی ہے دولتِ رُوحانیت ثاقبؔ یہاں
اور بھی کچھ تشنگی دل کی بڑھاتے آیئے

ثاقب زیروی

شذرات

روایت و درایت

از مکرم ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب خلیل زیورخ ـ سوئٹزرلینڈ

مدائنِ صالح اور اصحاب الحجر

اردن سے ایک جرمن سفارت کار رقمطراز ہیں کہ سیاحت اور آثار قدیمہ کے شوق میں انہیں سعودی عرب میں حضرت صالحؑ اور ان کی قوم کے آثار مدائن صالح میں دیکھنے کا موقعہ ملا- یہ جگہ تبوک سے مدینہ کے راستہ پر واقع ہے- ایسے دینی اور تاریخی آثار کو دیکھنے والوں کے لئے نہ صرف سعودی عرب کا ویزا بلکہ اس کے ساتھ سعودی حکومت کی خصوصی اجازت یعنی "تصریح" حاصل کرنی ضروری ہے- حضرت صالحؑ- آپ کی اونٹنی اور انکی قوم پر اونٹنی کی کونچیں کاٹنے پر عذاب کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر موجود ہے "مدائن صالحؑ" میں آج کل جو لوگ آباد ہیں انہوں نے غیر ملکی زائرین کو بتایا کہ قرآن کریم میں مذکورہ اصحاب الحجر (جن کا ذکر کلام پاک کی سورۃ الحجر میں ہے) سے مراد بھی حضرت صالح کی قوم یعنی ثمود لوگ ہیں- حضرت صالحؑ کی اونٹنی کے متعلق بھی وہاں ایک عجیب کہانی مشہور ہے جو شاید حقیقت پر مبنی نہ ہو تاہم اس کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے- مدائن صالح کے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صالح کی اونٹنی میں (جس کی ٹانگیں کاٹنے پر عذاب نازل ہوا) اتنی طاقت تھی کہ وہ ساری وادی کا سارا پانی پی جاتی تھی اور اتنا دودھ دیتی تھی کہ سارے لوگ اس سے سیراب ہو سکیں- لیکن لوگوں کو یہ خوف ہوا کہ یہ اونٹنی ہمارا اتنا پانی پی جائے گی کہ ہماری اپنی ضرورت کے لئے پانی نہیں رہے گا چنانچہ اس خیال سے انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں-

بعید از ممکن کہ یہ حکایت "اسرائیلیات" سے تعلق رکھتی ہو- حقیقت یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت صالحؑ اس اونٹنی پر سوار ہو کر تبلیغی مسافتیں طے کیا کرتے تھے- چنانچہ اس اونٹنی کا ذکر سورۃ الشمس میں "ناقۃ اللہ و سقیاھا" کے الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے- حضرت صالحؑ کا انکار کرنے والوں نے آپ کو تبلیغ و ارشاد سے روکنے کے لئے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور اس پر عذاب الٰہی کے مورد ہوئے-

(فکذبوہ فعقروھا فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوّاھا ولا یخاف عقباھا) ؎

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ــــ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

برلاس قبیلہ کے افراد ترکی میں

چند روز پیشتر ترکی کا اخبار "ملیت" پڑھتے ہوئے ایک اداریہ "محمد برلاس" کے نام سے دیکھنے میں آیا- برلاس امیر تیمور لنگ کا چچا تھا- بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا سلسلہ نسب انہی سے ملتا ہے- معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح برلاس نسل سے بعض لوگ ہندوستان میں آکر آباد ہو گئے ان میں سے کئی ترکی میں بھی چلے گئے تھے (یا یوں کہئے کہ وسط ایشیا کے آبائی وطنوں میں ہی موجود ہیں) برلاس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قادیان کی وجہ تسمیہ بھی اپنی تصنیف سیرۃ مسیح موعودؑ کے ابتداء میں بیان فرمائی ہے- چنانچہ آپ رقمطراز ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز خاندان کا سلسلہ نسب برلاس سے جو امیر تیمور کا چچا تھا ملتا ہے- اور جب کہ امیر تیمور نے علاقہ کش پر بھی جس پر اس کا چچا حکمران تھا قبضہ کر لیا تو برلاس خاندان خراسان (جنوبی ایران میں مشہد اور ہرات کے آس پاس کے علاقہ جات- ناقل) میں چلا آیا اور ایک مدت تک یہیں رہا- لیکن دسویں صدی ہجری یا سولہویں صدی مسیحی کے آخر میں اس خاندان کا ایک ممبر مرزا ہادی بیگ بعض غیر معلوم وجوہات کے باعث اس ملک کو چھوڑ کر قریباً دو سو آدمیوں سمیت ہندوستان آ گیا اور دریائے بیاس کے قریب کے علاقہ میں اس نے اپنا ڈیرہ لگایا اور بیاس سے نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں بسایا اور اس کا نام اسلام پور رکھا (یعنی اسلام کا شہر) چونکہ آپ ایک نہایت قابل آدمی تھے- دہلی کی مغلیہ حکومت کی طرف سے اس علاقہ کے قاضی مقرر کئے گئے- اور اس عہدہ کی وجہ سے آپ کے گاؤں کا نام بجائے اسلام پور کے اسلام پور قاضی ہو گیا یعنی اسلام پور جو قاضی کا مقام ہے اور بگڑتے بگڑتے اسلام پور کا نام تو بالکل مٹ گیا اور صرف قاضی رہ گیا جو پنجابی تلفظ میں "قادی" بن گیا اور آخر اس سے بگڑ کر اس گاؤں کا نام "قادیان" ہو گیا" (صفحہ ۲)

اللہ اللہ! اس مغل قاضی کی اولاد سے ایسا عظیم الشان امام ظہور میں آنا مقدر تھا جس کے متعلق حدیث شریف میں روایت ہے کہ "یملأ الأرض عدلاً و قسطاً کما ملئت ظلماً و جوراً" یعنی امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں زمین ظلم و ناانصافی سے جتنی بھری ہوئی ہو گی اتنا ہی حضرت مہدیؑ اس میں عدل و انصاف قائم فرمائیں گے- دنیا چاہے "سرمایہ داری" اور "اشتراکیت" کے بے انصاف خیموں میں کتنی ہی دادرسی طلب کرے- اصل حق و انصاف وہی ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی تصانیف (بالخصوص الوصیۃ) میں قائم فرما گئے ہیں ؎

اب پھر ہیں فضاؤں میں تغیر کی علامات ــ اب پھر کوئی ہنگامہ بپا ہو کے رہے گا
بے درد جفا پر کفِ افسوس ملیں گے ــ مظلوم ثناخوان وفا ہو کے رہے گا
تحصیلِ مقاصد میں عقیدوں سے نہ کھیلو ــ یہ خام نشانہ ہے خطا ہو کے رہے گا

(احسان دانش)

کشمیر میں قبر مسیح پر دو کتابچے

مغربی جرمنی سے جرمن زبان میں حضرت مسیح ناصری کے سفر کشمیر اور سرینگر میں آپ کے مقبرے سے متعلق دو قابل قدر تصانیف شائع ہوئی ہیں- جن میں ایک HOLGER KERSTEN کی تصنیف ہے اور ۱۹۸۳ء میں میونخ سے JESUS LEBTE IN INDIAN. یعنی "حضرت عیسیٰ ہندوستان میں رہا کرتے تھے" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے- مصنف اس ریسرچ کے ضمن میں خود کشمیر گئے اور وہاں پروفیسر حسنین صاحب اور دوسرے مسلمان معززین سے ملاقاتوں کے بعد عقلی دلائل اور تاریخی براہین پر مبنی یقینِ کامل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان ہجرت کر گئے تھے اور سرینگر میں "یوز آسف" کے نام سے معروف قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی ہے- دوسری کتاب JESUS STARB IN KASHMIR. کے نام سے شائع ہوئی ہے یعنی حضرت عیسیٰ کشمیر میں فوت ہوئے اور اس میں بھی مذکورہ دلائل اور نتائج کا اعلان کیا گیا ہے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج ــ نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

باب الحیل

ایک عربی تصنیف میں بھی "کتاب الحیل" یعنی حیلوں کی کتاب کے نام سے اسی قسم کے حیلے بہانے فقہی مسائل سے بچنے کے لئے ایجاد و مرقوم ہیں چنانچہ حال ہی میں "کتاب الحیل" کے نام سے ایک عربی کتاب یورپ کے ایک یہودی پبلشنگ ادارہ BRILL LEIDEN HOLLAND. کی طرف سے شائع کی گئی ہے- شاید ایسے ہی مسلمانوں کے متعلق علامہ اقبال نے لکھا تھا کہ ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ــ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

لیکن حقیقت یہ ہے کہ کئی حیلے شریعت اسلامیہ میں سختی سے ناجائز قرار دیئے گئے ہیں- چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ المحلِّل والمحلَّل لہ یعنی جو شخص بیوی کو طلاق اعتزال دے، کر اُسے دوبارہ عقد میں لانے کے لئے اس کی شادی یا نکاح کسی اور سے کراتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے- اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے- (والعیاذ باللہ) اسی ضمن میں بزرگان سلسلہ کا ارشاد ہے کہ تقویٰ کا مقام فتویٰ پر فائق ہے- ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے ــ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے ــ بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کا پیارا نمونہ

از محترمہ فرحت الدین صاحبہ سکندرآباد بنت حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم ——— ربوہ

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پا نہ سکوگے

مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک مسجد اقصیٰ ربوہ میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ کے دوران ایک ایسی اندوہناک خبر جماعت احمدیہ کے افراد کو سنائی کہ جسے سن کر صدمہ سے مجلس میں ایک سکتہ سا طاری ہوگیا۔ حضور اقدس نے بھرائی آواز میں فرمایا:۔
”آج ایک انتہائی دردناک واقعہ کی وجہ سے دل بہت ہی مغموم ہے۔ ایک گہرا زخم لگا ایک بہت پیارا سلسلہ کا خادم مولانا عبدالمالک خان صاحب تبلیغی جہاد کے سفر پر جاتے ہوئے شیخوپورہ کے قریب ایک حادثہ کا شکار ہوکر انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔“

اس اعلان کو سنتے ہی تمام احباب کرام کے دلوں میں ایک شدید غم کی لہر دوڑ گئی اور مسجد اقصیٰ میں دبی دبی سسکیوں کا ارتعاش اس پیارے ہر دلعزیز خادم دین کی جدائی کی خبر سے فضا کو سوگوار بنا گیا۔ ؏

کون سا دل تھا جو اُس کی موت پر تڑپا نہ تھا

تمام احمدی دُنیا یہ خبر سنتے ہی کرب و غم میں ڈوب چکی تھی۔ ہر دل کبیدہ خاطر اور ہر چشم اشکبار مگر زبان سے سب وہی کہتے تھے جس سے خدا راضی ہو اور جو خدا کے تابعدار نے خود اپنے کمزور بندوں کو ڈھارس بندھانے کے لئے سکھایا ہے یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی پیاری اور برگزیدہ جماعت کے مخلصین و محبانِ سلسلہ نے جو بے مثال نمونہ اس حادثہ جانکاہ پر پیش کیا ہے وہ قابل قدر اور حیرت انگیز ہے۔ اس نمونہ کو دیکھکر دل حمد و ثنا اور شکریہ کے جذبات سے لبریز ہے اور زبان الفاظ کی محتاج! پیارے ابا جان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کو جو محبت و عقیدت تھی اس کا اعتراف یوں تو ان کی زندگی میں بھی جماعت کو تھا لیکن اس بے لوث و بے نظیر محبت اور حسن سلوک کی جھلک آخری وقت میں کھل کر منظر عام پر آئی جبکہ آپ کے قریب جماعت کے افراد ہی تھے اولاد یا رشتہ داروں میں سے کوئی نہ تھا۔ یہ جماعت ہی تھی جو جائے حادثہ پر سب سے پہلے پہنچی۔ یہ جماعت ہی تھی جو آپ کو سیورو اسپتال لے ہو گئی۔ یہ جماعت ہی تھی جو آخری سانس تک آپ کے ساتھ تھی اور یہ جماعت ہی تھی جو جنازہ لیکر شیخوپورہ آئی اور وہاں سے میرے بھائی عزیزم لطیف بھائی جماعت کی معیت میں جنازہ ربوہ لائے۔ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فرشتے شہیدوں کی مہمانی معلوم نہیں کس طریق پر کرتے ہوں گے لیکن اس دنیا میں تو مجاہدین اسلام نے اپنی صف کے شہید سپاہی کی مہمانی کا نہ صرف حق ادا کر دیا بلکہ احمدیت کے حسن کو اپنے بے نظیر نمونے سے دوبالا کردیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔

اس وقت حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے خاندان کے سب سے پاک اور معزز وجود ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود کا پُر شفقت نمونہ یادگار و بے مثال ہے۔ اپنے خادم کی وفات پر آپ مغموم تھے اور دیر سے جنازہ ربوہ پہنچنے پر فکر مند اور بار بار فون کر کے دریافت فرماتے تھے کہ کیوں دیر لگ رہی ہے۔ پھر آپ نے خدام کو کارکنان اصلاح و ارشاد کو اور دیگر احباب کرام کو آنے والے جنازہ کے تعلق سے تیاری کرنے کی ہدایات بھی مرحمت فرمائیں۔ جس کے نتیجہ میں احباب نے کفن کی چادروں اور برف کی سلوں کا بروقت انتظام کر لیا۔ اباجی کے گھر کے بڑے آنگن میں شامیانے لگے ہوئے کرسیاں بچھی ہوتی، بجلی کے پنکھے اور پانی پلانے کا بندوبست۔ سب کچھ پہلے ہی سے تکمیل پا چکا تھا۔ پھر یہی نہیں بلکہ جو اولاد دور تھی ان کو بروقت اطلاع پہنچانے کی فکر و جد و جہد گویا یہ فریضہ بھی ان ہی کا تھا۔ اور جس وقت عزیزم لطیف بھائی پیارے ابا جان کا جسد خاکی لے کر ربوہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ مسجد مبارک سے ابا جان کے مکان تک احمدی احباب کا ایک انبوہ کثیر جمع تھا۔ ان حضرت مسیح پاکؑ کی پاکیزہ تعلیمات جو بدعات سے یکسر پاک ہیں کے سانچے میں ڈھلے ہوئے جماعت کے تربیت یافتہ مخلصین اور بزرگان کرام نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر بھائی جان کا خیر مقدم کیا۔ خالص اسلامی روش پر اظہار تعزیت کیا۔ اور بعض بزرگوں نے تمام انتظام جو انہوں نے اپنے رفقائے کار کے ساتھ مل کر کروایا تھا۔ اس کی تفصیل بتائی۔ عزیز لطیف بھائی ربوہ پہنچکر سب سے پہلے حضرت اقدس کی ملاقات کو حاضر ہوئے۔ حضور پُر نور نے معانقہ فرمایا اور اظہار تعزیت کرتے ہوئے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا۔ پھر خاندان مسیح پاکؑ کے پاکباز افراد و صاحبزادے اور صاحبزادیاں نیز خواتین مبارکہ اور اصحاب کرام سب نے گھر پر تشریف لاکر اظہار تعزیت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی پیاری جماعت کے پیارے نمونے کا ذکر تاریخ میں ہمیشہ قدر کے جذبات سے یاد کیا جائے گا۔ پیارے اباجان کے آخری دیدار کے لئے تو گویا سارا جہاں اُمڈ آیا تھا۔ دور و نزدیک سے کثرت سے احمدی خواتین و احباب پیارے اباجان کے مکان پر جمع تھے۔ اور محض تماشائی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان کی زبانوں سے ہمدردی و محبت کے دریا اُبل رہے تھے اور وہ سارے خلوص دل سے میری ستم رسیدہ ماں اور غمزدہ بھائی بہنوں سے اظہار تعزیت کر رہے تھے۔ اور پیارے اباجان کو ابدی نیند سوتا دیکھکر درود و دعاؤں کا ایک سیلاب تھا جو ان کی آنکھوں اور زبانوں سے بہہ رہا تھا۔ میرے پیارے اباجان جو اپنا ہر دُکھ درد بھول کر جماعت کے لئے بچھے جاتے تھے۔ ہمیشہ جماعتی کاموں میں پیش پیش جماعتی ضروریات اور جماعتی فلاح و بہبود کو اپنے ذاتی کاموں اور آرام پر ترجیح دیتے اور مقدم رکھتے تھے آج وہی جماعت اپنے اس مخلص خادم اور محبوب داعی الی اللہ کو اس کی آخری منزل پر پہنچانے کے سامان کی تیاری میں انتہائی خلوص اور تن دہی سے مصروف عمل تھی اور بارش یا کیچڑ کی پرواہ کئے بغیر جوق در جوق لوگ آخری دیدار کو جمع ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مخلصین کو اجر عظیم بخشے اور سب کو اپنے حسنات دارین سے نوازے۔ آمین

تھوڑی دیر بعد ربوہ کے آسمان نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ ہزاروں ہزار فدایان اسلام اور مخلصین سلسلہ نے اپنے مقدس امام کی اقتداء میں اس مرید باصفا کا جنازہ پڑھا اور شاہراہ بہشتی مقبرہ تک بڑھتے چلے گئے اور دعائے مغفرت کر کے آخری ثواب حاصل کیا ۔

ساتھ تھیں ساری جماعت کی دعائیں بعد مرگ
راہی باغ جناں وہ یکہ و تنہا نہ تھا!

یہ میں نے کیا لکھ دی کہ متقیوں کے گروہ نے دعائے مغفرت کر کے آخری ثواب حاصل کیا ان متقیوں کے گروہ کا اپنی زندگی کے آخری سانس تک کوئی بھی فیض یا اس کا ثواب آخری نہیں ہوتا بلکہ ان کے عمل اور ثواب جاری رہنے کا دائرہ تو لامحدود ہے۔ ... ... ثواب بھی دعا میں یاد کرتے رہیں اور ایسے ہی

پسماندگان سے اظہار تعزیت و ہمدردی کا سلسلہ جاری ہے۔ اس غم کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا فضل مجھے بھی کھینچ کر ربوہ لے گیا اور میں دونوں لڑکوں کے ہمراہ ربوہ کی مقدس وادی میں اپنے پیارے والدین کے گھر دکھی و غمزدہ ماں اور بھائی بہنوں کے ہمراہ چند ساعتیں گزار سکی۔ دور دراز کی احمدی دنیا سے خطوں اور تاروں کا ایک انبار عظیم تھا جو پیارے اباجان کی میز پر جمع ہو گیا تھا۔ میں عینی شاہد ہوں اس امر کی کہ جماعت احمدیہ کے تمام افراد کیا مرد اور کیا عورتیں کیا بچے اور کیا بچیاں ۔ مجموعی طور پر سب ہی نے اس صدمہ کو شدت سے محسوس کیا اور اپنے عملی نمونے سے یہ ثابت کردیا کہ میرے پیارے اباجان کی وفات درحقیقت ایک قومی و جماعتی نقصان ہے۔ میں روز دیکھتی تھی کہ صبح سے شام تک جماعت کی بہنیں اور بچیاں ہمارے گھر آتی رہتیں۔ پیارے اباجان کا ذکر خیر کرتیں۔ بعض ان کی جدائی میں آنسو بہاتیں ۔ بعض ان کی خوبیوں اور احسانوں کو یاد کرتیں۔ بعض ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے واقعات سناتیں۔ پھر الفضل کے بیشتر شماروں میں کسی نہ کسی عقیدت مند کا لکھا ہوا مضمون آپ کے بارے میں ہوتا یا احمدی شعراء کی دنیا میں آپ کا ذکر خیر ملتا احباب اس قدر دیانت داری سے حقیقت پسندانہ جائزہ لیتے ہوئے آپ کے کارنامے کو سراہتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین جماعت احمدیہ کی مرکزی و غیر مرکزی تمام شاخوں، انجمنوں اور تمام ذیلی تنظیموں کی جانب سے کثرت سے میری والدہ صاحبہ اور ہم سب بھائی بہنوں کے نام قرار دادہائے تعزیت موصول ہوئیں جن میں جماعت کے عہدیداروں اور ممبروں نے اپنے دلی جذبات و احساسات اور محبت و عقیدت جو ان کو پیارے اباجان سے تھی کا ذکر کیا۔ اس عظیم مجاہد فی سبیل اللہ کے کارناموں کو سراہا اور بڑی فراخدلی و دیانت داری اور بہت موزوں طریق پر بڑا محبت بھرا خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کی اچانک جدائی پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔ پیارے اباجان کی اچانک وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت کا طرز عمل اور حسن سلوک میرے لئے بجائے خود ایک زبردست دلیل ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر کہ جس کا انکار محال ہی نہیں بلکہ ناممکن جیسے کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

یہ سب کچھ پیارے اباجان کی قربانیوں کا صلہ یا معاوضہ نہیں تھا۔ یہ تو ایک خدائی کرم تھا جو انہیں عطا ہوا کہ صالحین و متقین کے دلوں میں ان کے لئے بے پناہ محبت و عقیدت رکھ دی گئی ... کے نتیجہ میں ... کو توفیق

اور اس سانحہ کو قومی صدمہ گردان رہے تھے

پیارے ابا جان نے اپنی زندگی پوری بشاشت قلبی سے خدا تعالےٰ اور اس کے برگزیدہ خلیفہ کے حضور وقف کی تھی وہ کسی صلہ یا ستائش کے چنداں خواہش مند نہ تھے۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ اصل صلہ رضاء الٰہی کا حصول ہے جو خدا تعالےٰ نے اُن کو "شہادت" کا جام پلا کر حیات ابدی کی شکل میں عطا کیا۔ اور وہ خوش خوش در مولےٰ پر حاضر ہوگئے۔ پھر خلیفۂ وقت کی خوشنودی بھی ان کو حاصل رہی۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے جس سے جماعت بھی واقف ہے کہ میرے پیارے ابا جان جہاں زندگی بھر خدمتِ دین میں کمر بستہ رہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت سے بھی رشتہ پیار و محبت میں منسلک رہے گویا جماعت کے افراد ان کے لئے بہ حیثیت کنبہ کے تھے جماعتی رشتہ کا لحاظ تمام دنیاوی رشتوں سے زیادہ رکھتے۔ جماعت کے لوگوں سے اس قدر محبت و اخلاص رکھتے کہ حیرت ہوتی تھی دن رات جہاں فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں مصروف رہتے وہاں ہر لمحہ جماعت کے لوگوں کی فکریں دور کرنے، ان کو مفید مشورے دینے، ان کے لئے ہنگامی وقتوں میں بھاگ دوڑ کرنے اور دعائیں کرنے میں ایسے کوشاں رہتے گویا ساری ذمہ داری ان ہی کی ہے اور چاہتے کہ وہی اس ذمہ داری کو ادا کریں۔ جماعتی تقریبات ہوں تو پھر کیا پوچھنا! شب و روز ان تقریبات کو کامیاب بنانے میں گزار دیتے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، یا لجنہ اماء اللہ کے اجتماعات ہوں یا جلسہ سالانہ ہو ان کو مختلف قسم کے فرائض کی انجام دہی کرنا ہوتی تھی اور وہ ہر خدمت کو فضل الٰہی گردانتے ہوئے اس خوش اسلوبی اور ایسے احسن رنگ میں ادا فرماتے کہ کہیں کوئی کمی باقی نہ رہتی۔ ہر کام کرتے وقت خوب سے خوب تر کرنے کی جستجو رہتی۔ اور بے حد فرض شناسی کا ثبوت دیتے۔ جماعت کے لوگوں سے مکران کا دکھ سکھ بانٹ کر وہ اس قدر خوش ہوتے تھے کہ جس طرح معصوم بچہ اپنا کھلونا پا کر خوش ہوتا ہے۔ دراصل وہ آیت کریمہ اشدّاء علی الکفار رحماء بینھم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

ہمارے پیارے امام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے رقت بھرے لہجہ میں اپنے اس پیارے خادم کو یوں خراج تحسین پیش فرمایا جو رہتی دنیا تک یادگار رہیگا:-

"مولانا عبد المالک خان صاحب نے دین کی خاطر وقف کے تقاضوں کو خوب نبھایا۔ گرمی سردی یا کسی مشکل مصیبت میں بھی خدمتِ دین کا کوئی موقع کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔"

بڑے خوش نصیب تھے وہ کہ ان کی زندگی بھی خدا تعالےٰ کے فضلوں کا مظہر ہی رہی اور موت بھی خدا کے فضلوں کو وارد کر گئی۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اگر یہ ممکن ہوتا کہ روحوں کی دنیا میں نامہ و پیام آتے جاتے رہتے تو میں پیارے ابا جان کی پیاری روح کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مایہ ناز ستائش اور شاندار خراج تحسین کا لوشتہ ضرور بھیجتی مجھے یقین ہے کہ ان کی روح کھل اٹھتی اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی پر سجدہ شکر بجا لاتی اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے ان کی آنکھیں دریا بہا دیتیں اور اگر میں حضرت مسیح پاکؑ کی پیاری جماعت کے پیارے نمونے کا ذکر کرکے جماعت کے دلوں میں ان کی بے پناہ مقبولیت اور اس کا اظہار رقم کرتی تو مجھے یقین ہے بلکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ پیاری روح مسکراتے ہوئے یوں گویا ہوتی ہے۔

"یہ سب کچھ حضرت مسیح پاکؑ کی جوتیوں کا صدقہ ہے آپ علیہ السلام ہی کی برکت ہے۔ اور آپ ہی کے طفیل اس عاجز کو یہ مقبولیت نصیب ہوئی ہے۔ ورنہ خاکسار میں تو کوئی لیاقت نہ تھی۔ پیارے مسیح پاک علیہ السلام کی پیاری جماعت کو

جزاکم اللہ احسن الجزاء کہو"

دُعائے مغفرت

عزیز آفتاب احمد سیکرٹری مال امروہہ ۳۰ر نومبر کی شب بجلی کا جنریٹر بند کرتے ہوئے حادثہ کے سبب وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم جماعت احمدیہ امروہہ میں اپنے اور بیگانوں میں ہر دلعزیز تھے اور خدمت دین کے مواقع پر پیش پیش رہتے تھے۔ نماز جنازہ اور تدفین میں مقامی احباب جماعت کے علاوہ قرب و جوار کے کثیر تعداد میں غیر از جماعت آفتاب احمد کے دوستوں نے بھی شرکت کی قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے بلندیٔ درجات سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔

خاکسار۔ فرید احمد دفتر وقف جدید قادیان

تاویل احادیث

از مکرم سید عبد العزیز صاحب نیوجرسی ——— امریکہ

بعض احادیث ایسی ہیں جن میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے۔ بزرگان سلف نے ایسی احادیث کی تشریح اور تاویل کر کے تضاد اور اختلاف کو دُور کر دیا ہے۔ ایسی حدیثیں حکمت اور معرفت سے پُر ہیں۔

حدیث نمبر (۱) :- ایسی ایک حدیث مسیح کی آمد کے متعلق ہے :-

..... ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى (صحیح مسلم باب ذکر الدجال)

ترجمہ۔ پھر نبی اللہ عیسیٰ ایک مقام پر اُتریں گے ..... نبی اللہ عیسیٰ خدا کی طرف رجوع کریں گے۔"

حدیث نمبر (۲) - دوسری حدیث جو اوپر والی حدیث کے بظاہر مخالف نظر آتی ہے۔ وہ لا نَبِيَّ بَعْدِيْ ہے۔

ترجمہ :- میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یا وہ حدیثیں جن میں خاتم النبیین کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمائے ہیں یہ دونوں احادیث صحیح ہیں۔ سلف صالحین کو اور نہ موجودہ علماء کو ان احادیث کی صحت پر کوئی اعتراض ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ بزرگان سلف اِن دونوں احادیث میں بظاہر جو اختلاف ہے اُس کی تشریح اور تاویل فرماتے۔ ورنہ دونوں احادیث میں تضاد کی وجہ سے کسی زمانہ میں دونوں میں سے کسی ایک حدیث کو رد کر دیا جاتا یا دونوں کو ہی رد کر دیا جاتا۔ ایسی احادیث کے تضاد کا حل اِس لئے بھی ضروری تھا کہ تیسری صدی ہجری میں معتزلہ نے اِن احادیث پر اعتراض کیا کہ یہ حدیثیں متضاد ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہیں۔ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں مستشرقین نے بھی ان احادیث پر آپس میں مخالف اور متضاد ہونے کا اعتراض کیا ہے۔

ہمارے بزرگان سلف نے ان حدیثوں کی تشریح تیسری صدی ہجری میں کی اور بعد کی صدیوں میں بھی کی۔ اس طرح سے اختلاف جو ان احادیث میں نظر آتا تھا وہ دور ہوگیا اور اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے لئے اُس میں جواب موجود ہے۔ بزرگان سلف نے ان احادیث کی جو تشریح کی ہے وہ میں بعد میں بیان کروں گا۔ یہاں یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے علماء بزرگان سلف کی بتائی ہوئی تشریح اور تاویل کو قبول نہیں کرتے اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسیح کی آمد کے بارے میں جو حدیث ہے اور لا نبی بعدی کی حدیث میں تضاد اور اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں میں سے ایک حدیث کو رد کرنا پڑتا ہے۔ اِن علماء نے اپنے اس عمل اور رویہ پر کبھی غور نہیں کیا۔ مسجدوں اور جلسوں میں دھواں دھار تقریریں کرتے ہیں اور عوام الناس کو بتاتے ہیں کہ لا نبی بعدی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور ایسی تقریروں اور تحریروں میں کبھی اس بات کا ذکر نہیں کرتے کہ خدا کے رسول نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ آئے گا۔

اس زمانہ کے علماء کو اس بات کی فکر نہیں کہ اُن کے اس رویہ سے دوسری حدیث پر کیا اعتراض پیدا ہو رہا ہے۔ یا دشمنانِ اسلام کیا اعتراض کریں گے۔ اُن کو اپنی ذات اور شان کے متعلق زیادہ فکر دامنگیر ہے۔ اب آخر میں لا نبی بعدی کی حدیث اور خاتم النبیین کی تشریح جو سلف صالحین نے کی ہے اُسے یہاں بیان کر دیتا ہوں۔ ایسی تشریح سے جو تضاد اور اختلاف حدیث نمبر۱ اور حدیث نمبر۲ میں دکھائی دیتا ہے وہ دُور ہو جاتا ہے

۱- المعنى انه لا يأتي نبي بعده ينسخ ملّته ولم يكن من امّته (الموضوعات الکبیر صفحہ ۹۹ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۶ھ) یعنی خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ رسول کریمؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ ہوگا۔ جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کر دے اور آپؐ کی امت میں نہ ہو۔"

۲- حضرت ابن قتیبہ (متوفی ۲۶۷ھ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مشہور قول۔ قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبي بعده (تاویل مختلف الاحادیث) میں نقل کر کے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ کا قول لا نبی بعدی کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اُس سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دے

لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تشریح پیش کرنے کے بعد میں ایک دفعہ پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جو معنی کلمہ لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کا کرتے ہیں ان معنی سے حدیث نمبر۱ اور حدیث نمبر۲ میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرح دونوں احادیث کو یا اُن میں ایک کو رد کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

خلافتِ ثالثہ اور جاپان مشن

از مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امیر و مشنری انچارج جاپان

ایک جُملہ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ جاپان میں احمدیہ مُسلم مشن کا موجودہ نقشہ خلافت ثالثہ کا مرہونِ منت ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جاپان میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا نام ۱۹۳۵ء میں پہنچا جب کوبے KOBE شہر میں محترم صوفی عبدالقدیر صاحب کے ذریعہ احمدیہ مشن کی بنیاد رکھی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد محترم حافظ عبدالغفور صاحب بھی تبلیغ کے لئے جاپان تشریف لے آئے۔ یہ سلسلہ ۱۹۳۷ء تک جاری رہا۔ جنگِ عظیم ثانی کی ہنگامہ آرائی کے سبب یہ سلسلہ منقطع ہوا۔ اور پھر لمبے عرصہ تک اس کا احیاء نہ ہوسکا۔

۱۹۶۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ مسندِ خلافت پر تشریف لائے تو آپ نے اپنے دورِ خلافت کے ایک ابتدائی جلسہ سالانہ میں اس عزم کا اعلان فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں بیرونِ پاکستان جو تبلیغی مشن جاری تھے اور نامساعد حالات کی بناء پر انہیں مجبوراً بند کرنا پڑا تھا ان سب کو جلد از جلد دوبارہ جاری کر دیا جائے گا۔

چنانچہ اس عزمِ ناصر کا غالباً سب سے پہلا ظہور ارضِ جاپان میں ہوا۔ ۱۹۶۹ء میں مرکز سلسلہ نے جاپان میں احمدیہ مشن کے از سرِ نو احیاء اور قیام کا فیصلہ کیا اور محترم میجر عبدالحمید صاحب سابق مبلغ امریکہ و انگلستان کے ذریعہ ٹوکیو (جاپان) میں احمدیہ مسلم مشن کا قیام عمل میں آیا۔ آپ ۲۸ر فروری ۱۹۷۵ء کو مرکز سلسلہ واپس تشریف لے گئے۔ ان کی واپسی سے قبل ۱۸ر فروری ۱۹۷۵ء کو خاکسار جاپان پہنچا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب تک خدمتِ سلسلہ بجا لانے کی توفیق مل رہی ہے۔ میرے یہاں قیام کے عرصہ میں ۲۲ر اگست ۱۹۷۹ء کو مکرم مغفور احمد صاحب منیب بھی جاپان تشریف لے آئے اور اب تک جاپان میں مقیم ہیں۔ ان کے یہاں آنے پر ستمبر ۱۹۷۹ء کو ٹوکیو کے قریبی شہر یوکوہاما YOKOHAMA میں احمدیہ مشن کی ایک شاخ قائم کر دی گئی۔ قریباً دو سال انہوں نے یوکوہاما میں قیام کیا۔

۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو وسطی جاپان کے سب سے بڑے اور جاپان کے چوتھے نمبر کے شہر ناگویا NAGOYA میں احمدیہ سنٹر کی خرید اور جماعت کے مرکزی مشن کے ٹوکیو سے وہاں منتقل ہونے پر یوکوہاما کے ذیلی مشن ہاؤس کو ٹوکیو منتقل کر دیا گیا۔ اسطرح وسط اکتوبر ۱۹۸۱ء سے خاکسار ناگویا کے احمدیہ سنٹر میں اور مکرم مغفور احمد صاحب منیب ٹوکیو کے مشن ہاؤس میں کام کر رہے ہیں۔

دیگر واقعات

خلافتِ ثالثہ میں جاپان میں احمدیہ مشن کے قیام اور اس کی مختصر تاریخ کے ذکر کے بعد اس بابرکت دور میں ہونے والے دیگر واقعات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

● — جاپان میں قائم شدہ جماعتوں کی تعداد دو ہے۔ ناگویا اور ٹوکیو دو مرکزی مبلغین جاپان میں کام کر رہے ہیں۔

● — ۱۹۷۷ء میں ٹوکیو میں پہلی بار WORLD OF ISLAM کے نام سے اسلامی لٹریچر کی نمائش کا انعقاد ہوا۔ جاپانی لوگ اور غیر ملکی حضرات بہت کثرت سے دیکھنے آئے۔ اخبارات میں کافی چرچا ہوا۔

● — شہنشاہِ جاپان کے چھوٹے بھائی شہزادہ میکاسانومیا کی خدمت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش فرمودہ نظریہ ام الالسنہ کے بارہ میں محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی شاہکار کتاب - ARABIC SOURCE OF ALL LANGUAGES کی پیشکش

● — جولائی ۱۹۸۰ء سے جاپانی اور انگریزی میں ایک مختصر سہ ماہی رسالہ THE VOICE OF ISLAM کا اجراء۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس رسالہ کے اوّلین پرچہ کے لئے خصوصی پیغام ارسال فرمایا اور رسالہ کو دیکھ کر اس دُعا سے نوازا کہ

"اللہ تعالےٰ اس رسالہ میں بہت برکت رکھدے"

رسالہ کی تعداد اشاعت ایک ہزار ہے۔ رسالہ کے اجراء پر بفضلہ تعالیٰ تین سال مکمل ہو گئے ہیں۔

● — فروری ۱۹۸۱ء میں رومن کیتھولک فرقہ کے سربراہ پوپ جان پال ثانی کے جاپان آنے پر احمدیہ مسلم مشن کی طرف سے ان کو خوش آمدید کہا گیا اور اسلامی لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

● — مئی ۱۹۸۱ء میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریکِ جدید نے جاپان میں مشن کے قیام کے بعد پہلی بار دو ہفتہ کا جماعتی دورہ کیا۔ اس کی تفصیل الفضل میں شائع ہو رہی ہے۔

● — وسط ۱۹۸۱ء میں ناگویا میں احمدیہ سنٹر کی خرید اور جاپان کے مرکزی مشن کی ناگویا میں منتقلی۔ احمدیہ سنٹر کی خرید کے متعلق تفصیلی مضمون الفضل کے جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۸۱ء میں شائع شدہ ہے۔

● — ۱۱ر اپریل کو وسطی جاپان کے سب سے زیادہ معروف اور کثیر الاشاعت جاپانی اخبار CHUNICHI SHIMBUN میں مبلغ انچارج جاپان مشن کا تفصیلی انٹرویو شائع ہوا۔ تعداد اشاعت ۲۲ لاکھ ۸ ہزار۔

● — لٹریچر کی وسیع پیمانہ پر تقسیم کے لئے ہر سال متعدد بار اجتماعی یومِ تبلیغ منانے کا سلسلہ شروع کیا گیا جو باقاعدگی سے جاری ہے۔

● — خلافتِ ثالثہ کے دوران ہونے والا آخری اہم واقعہ کورین زبان میں فولڈر کی اشاعت ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امر کی اجازت کا خط حضور کے وصال کے دو روز بعد ملا۔ اس آخری ہدایت کی فوری تعمیل کی گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمان مبارک کی روشنی میں ۱۵ر جولائی ۱۹۸۲ء کو کورین زبان میں فولڈر کی اشاعت کر دی گئی۔ جماعت کی طرف سے کورین زبان میں شائع ہونے والا یہ پہلا اشتہار ہے۔

● — ایک اور قابلِ ذکر تاریخی بات یہ ہے کہ وصال سے کچھ عرصہ قبل ۲۰ر مارچ ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالےٰ نے پہلی اور آخری بار فون پر جاپان کے ہر دو مبلغین کو براہ راست گفتگو کے شرف سے نوازا۔ حضور نے مختلف جماعتی امور کے بارے میں ہدایات کے علاوہ مبلغین اور جملہ احباب جماعت احمدیہ جاپان کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

ہماری خوش قسمتی کہ چونکہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ ابھی حضور کا فون آنے والا ہے اس لئے ہم نے اسے ریکارڈ کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ اب یہ ساری گفتگو ریکارڈ کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے اور ایک نایاب قیمتی یادگار بن گئی ہے۔

● — خلافتِ ثالثہ کے دوران جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے شائع ہونے والے لٹریچر کی تفصیل یہ ہے:-

۱- اسلام و احمدیت کا مختصر تعارف بصورت فولڈر۔ (متعدد بار شائع ہوا ہے)

۲- ہماری تعلیم کا جاپانی ترجمہ

۳- مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں (جاپانی اور انگریزی میں)

۴- [illegible] (انگریزی میں)

۵- [illegible] (جاپانی میں)

۶- میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟ (جاپانی میں)

۷- ہمارے عقائد (جاپانی میں۔ تعداد اشاعت ۲ ہزار)

۸- اسلام و احمدیت کے بارہ میں فولڈر (جاپانی میں) دوبارہ اشاعت۔ کل تعداد ۴ ہزار۔

۹- پہلے قدم کے طور پر (جاپانی) تعداد ۲ ہزار۔

۱۰- [illegible] سے بھی زیادہ مزید [illegible] (جاپانی) تعداد ۲۰ ہزار۔

۱۱- قبرِ مسیح کے بارہ میں مختصر اشتہار (جاپانی) تعداد ۴ ہزار۔

۱۲- احمدیت - اسلام کی نشأۃ ثانیہ (انگریزی)۔

۱۳- حیاتِ آنحضرت از [illegible] اسلام (جاپانی) تعداد ۵ ہزار۔

۱۴- کیا آپ کو علم ہے؟ (جاپانی) تعداد ۲ ہزار

۱۵- اسلام و احمدیت کے بارہ میں اشتہار (انگریزی)۔

۱۶- سہ ماہی رسالہ "وائس آف اسلام" (جاپانی و انگریزی) ہر بار تعداد اشاعت ایک ہزار۔

۱۷- اسلام و احمدیت کا تعارفی فولڈر (کورین) تعداد ۵ ہزار۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ جاپان مشن کی ترقی اور جاپان میں اشاعتِ اسلام کے لئے خاص طور پر دُعا کریں۔ جزاکم اللہ۔

ولادت

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے برادر نسبتی مکرم رئیس الدین صاحب [illegible] (یو۔پی) کو بتاریخ ۱۸ر نومبر ۱۹۸۳ء پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ محترم [illegible] احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے بچے کا نام "حبیب [illegible]" تجویز [illegible] صاحب نے اس خوشی میں بطور شکرانہ [illegible] روپے [illegible]۔ بدر سے نومولود کے نیک صالح و خادمِ دین ہونے اور صحت و عافیت [illegible] لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ نذیر احمد [illegible]

ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان بنیادی اختلاف

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام

از۔ مکرم مولوی عبد الرشید صاحب ضیاء مبلغ انچارج یو۔پی

احیاء دین اور قیامِ شریعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں جس جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ اُس کا نام جماعتِ احمدیہ ہے۔ اِس جماعت کا حقیقی اسلام سے ہٹ کر نہ تو کوئی نیا مذہب ہے اور نہ ہی کوئی نیا کلمہ ہے۔ بلکہ یہ جماعت اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت اور خدمت ہی کو اپنی زندگی کا مقصد و نصب العین سمجھتی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کا یہ نام پاک نوشتوں کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے صداقت اسلام کا زندہ ثبوت ہے چنانچہ فقہ حنفی کے مسلّمہ امام اور شارح مشکوٰۃ شریف حضرت امام علی القاریؒ نے تہتّر فرقوں والی مشہور حدیث نبویؐ کی شرح میں خبر دی کہ "وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ اَلْبَيْضَاءُ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَالطَّرِيْقَةِ النَّقِيَّةِ الْاَحْمَدِيَّةِ۔ یعنی ناجی فرقہ اہل سنت کا وہ فرقہ ہے جو مقدس طریق "احمدیہ" پر گامزن ہوگا۔ چنانچہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسرا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا۔۔۔ اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن دشمنوں کو تلوار کی سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس کا مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں اسم احمدؐ کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔ تا ہر شخص یہ نام سُن کر یہ سمجھے کہ یہ فرقہ دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو۔" (ضمیمہ تریاق القلوب صفحہ ۳ نمبر ۴)

پس احمدیت کا یہ نام اس کے نئے دین یا مذہب یا ملّت پر ہرگز دلالت نہیں کرتا ہے بلکہ یہ حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ اپنے مذہب کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ جسقدر ہمارے مخالف لوگوں کو نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائدِ اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے۔ یہ اُن حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنے کا حکم ہے ہم اُس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کیطرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقص کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کریم کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصّوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلفِ صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

ان عقائد کے ہوتے ہوئے طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ کون سے اختلافات ہیں جو ہمارے اور ہمارے مسلمان بھائیوں کے درمیان مابہ النزاع ہیں اور جن کی وجہ سے وہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے؟ اگر غور سے دیکھا جائے تو سوائے ایک حقیقی اور بنیادی اختلاف کے کوئی اختلاف نہیں اور وہ اختلاف صرف وفات و حیاتِ مسیحؑ کا مسئلہ ہے۔ جو صداقت احمدیت کے لئے کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ چنانچہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب کو آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں یعنی یہ کہ یہ لوگ نصوص صریحہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور ہم بموجب نصوصِ قرآنیہ اور حدیث متذکرہ بالا اور اجماع ائمہ اہل بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔" (ایام الصلح صفحہ ۸۸)

حضور علیہ السلام نے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور مستند تاریخی کتب کے علاوہ بے شمار ایسے معقولی دلائل پیش فرمائے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور اُن کا آسمان پر اُٹھایا جانا ایک باطل اور فاسد عقیدہ ہے۔ آپؑ نے علماء کو انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا کیا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں اور اس بول چال میں کوئی بھی خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اُترا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو حضرت عیسیٰؑ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کیطرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کرلیں۔" (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۹۳)

چونکہ آپؑ کی صداقت کے ساتھ اس مسئلہ کا گہرا تعلق ہے اس لئے آپؑ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب "ازالہ اوہام" شائع فرمائی۔ نیز مسیح علیہ السلام کی اپنے وطن سے ہجرت اور کشمیر میں اُن کی قبر کا یقینی و قطعی تاریخی ثبوت اپنی مایہ ناز کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں پیش فرمایا۔ اور علماء امت اور مسیحی دُنیا کے سامنے فرار کی راہیں بند کر دیں اور اُن میں سے کسی کو حیاتِ مسیحؑ کا ثبوت پیش کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔

آپؑ نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں اپنی جماعت کو اس زرّین اصول پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

"اے میرے دوستو! اب میری آخری وصیت سنو! اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو۔ تم اپنے اُن تمام مناظرات میں جو تمہیں عیسائیوں سے پیش آتے ہیں رُخ بدل لو۔ اور عیسائیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔ اُن کے مذہب کا ایک ہی سُتون ہے اور وہ یہ کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کر دو۔ پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے چونکہ اللہ تعالےٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کر دے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلائے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اوّل)

یہ وہ اصل ہے جو اس جنگ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے یہ وہ حربہ ہے جس کے سامنے عیسائیت کبھی بھی ٹھہر نہیں سکتی بلکہ اس کے ذریعہ اس کی موت یقینی ہے۔ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود نے بھی اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں جماعت کو اسی امر کی جانب توجہ دلائی ہے۔ فرمایا:۔

"۔۔۔۔۔۔۔ غرض ادفع بالتی ھی احسن کے تابع ہر احمدی جو داعی الی اللہ بننا چاہتا ہے اس کو پہلے تمام اختلافی مسائل کی کوئی ایک دلیل چُن لینی چاہئے۔ لیکن وہ دلیل چُننی چاہئے جس پر وہ ذہنی اور علمی لحاظ سے خوب عبور حاصل کر سکتا ہو۔ اور شروع میں اپنے علم کو بہت زیادہ نہ پھیلائے۔ یہ بعد کی باتیں ہیں۔ فی الحال تو سب سے قوی دلیل وفات مسیحؑ کی ہے۔"

(بدر ۲۲ ہر تبوک ۱۳۶۲ ہش صفحہ ۲ کالم ۳)

پس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاکیدی وصیت اور سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں آئیے ہم سب خدا کا نام لے کر تبلیغی جہاد کے میدان عمل میں یہ حربہ لے کر اُتریں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہوئے خدمت اسلام میں لگ جائیں۔ پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کے جلوے اس رنگ میں ظاہر کرتا چلا جائیگا کہ دُنیا حیران رہ جائے گی اور بالآخر اسلام و احمدیت کی آغوش میں پناہ لینے پر مجبور ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

منقولات

بلا تبصرہ

(۱) میرے خلاف قادیانی ہونے کا پروپیگنڈا سیاسی مقاصد کے تحت کیا گیا ہے: صدر ضیاء الحق

جن لوگوں نے یہ فتنہ کھڑا کیا ہے روزِ قیامت میرے ہاتھ اُن کے گریبانوں پر ہونگے

میرے والد کی ساری عمر قادیانیوں کے خلاف جدوجہد میں گذری

کراچی ۱۶ ؍نومبر (اسٹاف رپورٹر) صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے آج ایک بار پھر اعلان کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان سمجھتے ہیں۔ اور ان تمام لوگوں کو جو ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے یا خود کو نبی تصور کرتے ہیں دائرہ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں اور ان کے لئے اگر کافر سے بھی زیادہ کوئی سخت لفظ موجود ہے تو وہ ان کے لئے وہ بھی استعمال کرنے کو تیار ہیں۔ صدر نے اس بات کا اعلان آج مقامی ہوٹل میں فاران کلب کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ہادی عالم کی تعارفی تقریب میں دار العلوم کراچی کے مہتمم مفتی محمد رفیع عثمانی کی تقریر کے دوران اس سوال کے جواب میں کیا کہ ان کے خلاف بعض علماء یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ آپ قادیانی ہیں اگر یہاں آج یہ اعلان کر دیا جائے کہ آپ قادیانیوں اور ان کے جعلی نبیوں کو کافر قرار دیتے ہیں تو اس سے اس فتنہ کی سرکوبی ہو سکتی ہے صدر نے کہا کہ یہاں بعض لوگ ایسے موجود ہیں جو میرے والد محمد اکبر علی مرحوم کو جانتے ہیں ان کی ساری عمر سرکاری ملازمت کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے گذری۔ وہ قادیانیت کو انگریز کا کھڑا کیا ہوا فتنہ سمجھتے تھے میں ان کا بیٹا ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں قادیانی ہو جاؤں یا ان کی حمایت کروں۔ میں انہیں کافر تو کیا اس سے بھی بڑی چیز ہو تو کہنے کو تیار ہوں۔ صدر نے کہا کہ میں گناہگار ضرور ہوں لیکن ختم نبوت کے عقیدے پر پختہ یقین رکھنے والا مسلمان ہوں۔ انہوں نے مفتی رفیع عثمانی سے کہا کہ میرے اس اعلان کے باوجود میرے خلاف یہ بے بنیاد فتنہ ختم نہیں ہوگا۔ یہ سیاسی فتنہ ہے جو بعض علماء نے میرے خلاف کھڑا کیا ہے۔ قیامت کے دن میرے ہاتھ ان فتنہ پردازوں کے گریبانوں پر ہوں گے میں بہر حال ان کی ہدایت کے لئے دعا ہی کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی اس امر کی ضمانت دے کہ میں "جنگ" "نوائے وقت" اور "مشرق" میں ایک پورے صفحہ کا اشتہار دوں جس میں اعلان ہو کہ "میں قادیانی نہیں اور میں قادیانیوں کو کافر سمجھتا ہوں" اور یہ فتنہ ختم ہو جائے تو میں ایسا کرنے کو بھی تیار ہوں لیکن یہ فتنہ پھر بھی جاری رہے گا۔ بعد میں روانگی سے قبل اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے ایک اخبار نویس کے سوال کے جواب میں صدر نے کہا کہ انہیں قادیانی کہنے کا فتنہ جمعیت علمائے اسلام جیسی مذہبی جماعت کے علمائے دین نے شروع کیا ہے جسے وہ سیاسی فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔" (روزنامہ "جنگ" کراچی ۱۷؍نومبر ۱۹۸۳ء)

(۲) قادیانی ملازمین کی تفصیلات طلب کرنے کے سرکاری اقدام کا خیر مقدم

علماء سے بھی معلومات حاصل کی جائیں تاکہ قادیانیوں کو سازش کا موقع نہ ملے، مولانا اسفندیار کا بیان

کراچی ۱۳؍نومبر (پ ر) سواد اعظم اہل سنت کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد اسفندیار نے اس اخبار کی اطلاع کو قابل تحسین اقدام قرار دیا ہے جس کے مطابق حکومت نے سرکاری اور خود مختار اداروں سے ایک سرکلر کے ذریعے قادیانی ملازمین کی تفصیلی معلومات طلب کی ہیں۔ آج یہاں جاری کئے گئے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ جب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ تاریخی اعلان کیا تھا کہ میں قادیانیوں کو کافروں سے بدتر سمجھتا ہوں تو سواد اعظم اہل سنت نے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تھی کہ حکومت اب قادیانیوں پر کڑی نگاہ رکھے اور ان کو اہم کلیدی عہدوں سے برطرف کرے۔ مولانا نے کہا کہ حکومت کی یہ کارروائی وقت کے عین مطابق ہے لیکن اس معاملے میں صرف سرکاری اور خود مختار اداروں کی رپورٹ پر اکتفا نہ کیا جائے۔ مولانا محمد اسفندیار نے کہا ہے کہ علماء قادیانیوں اور ان کی سرگرمیوں پر مسلسل نظر رکھتے رہے ہیں۔ ان کے پاس کافی معلومات اس سلسلے میں موجود ہیں" ان سے بھی معلومات حاصل کی جائیں تاکہ آئندہ کسی قادیانی کو اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے ملک میں سازشوں کا موقع نہ ملے انہوں نے مطالبہ کیا کہ سرکاری اور خود مختار اداروں میں غلط عقائد رکھنے والے تخریب کاروں کا بھی سروے کیا جائے جنہوں نے اپنے منصب سے ہمیشہ ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے حکومت کے اداروں کو اپنے غلط عقائد و افکار پھیلانے کے لئے استعمال کیا ہے۔ (جنگ ۱۴؍نومبر ۱۹۸۳ء)

(۳) صدر نے قادیانیوں کی مذمت کرکے تمام شکوک و شبہات دُور کر دیئے

اب افواہوں اور پروپیگنڈہ کا زور ٹوٹ جائے گا: مفتی احمد الرحمٰن اور مولانا اسفندیار کا بیان

کراچی ۱۷؍نومبر (پ ر) مولانا مفتی [illegible] سواد اعظم اور مولانا محمد اسفندیار ناظم اعلیٰ سواد اعظم نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے اس بیان کا خیر مقدم کیا ہے جس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ وہ قادیانی نہیں ہیں' قادیانیوں کی مذمت کی ہے اور قادیانیوں کو کافروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ وہ سواد اعظم حلقہ الیسٹ کراچی کے انتخابی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے اس جرأت مندانہ اعلان پر صدر مملکت کو مبارکباد پیش کی ہے اور کہا ہے کہ اس سے ان تمام افواہوں اور پروپیگنڈے کا زور ٹوٹ جائے گا جو اس سلسلے میں اور خاص طور پر عقیدے کے سلسلے میں پیش کی جاتی تھیں۔ انہوں نے اُمید ظاہر کی کہ ملک میں عموماً اور سندھ میں خصوصاً لوگ صدر محترم کے عقیدے کے بارے میں اس اعلان سے مطمئن ہو گئے ہونگے۔ سواد اعظم کے راہنماؤں نے مزید کہا کہ صدر محترم کے اعلان سے تمام شکوک و شبہات دُور ہو گئے اور صدر کی ذات کے بارے میں بات صاف ہو گئی۔ لیکن اب ان کے لئے اندیشے بھی بڑھ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ (جنگ ۱۸؍نومبر ۱۹۸۳ء)

دہلی میں منعقدہ دولت مشترکہ کے سربراہوں کی کانفرنس کے موقعہ پر

جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی مساعی

دولت مشترکہ کے سربراہوں کی کانفرنس کی وجہ سے مورخہ ۲۳؍تا ۲۹؍نومبر دہلی شہر تو پوری دُنیا کی توجہ کے مرکز بنے رہے۔ حکومت ہند نے بھی اس کانفرنس کو ہر جہت سے کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جماعت احمدیہ کی یہ روایت رہی ہے کہ وہ ایسے کسی بھی تبلیغی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی کانفرنس کے انعقاد سے قبل محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے وسیع پیمانہ پر تبلیغ اور تقسیم لٹریچر کے لئے مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب [illegible] انچارج لٹریچر برانچ، مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی اور مکرم مولوی [illegible] صاحب نیاز پر مشتمل ایک وفد کی تشکیل کی جس کے تمام اراکین مورخہ ۲۲؍نومبر تک دہلی پہنچ گئے۔ مکرم سید آفتاب احمد صاحب، مکرم سید برکات احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بدر کے مشورہ سے مجوزہ پروگرام کے مطابق جماعت کی طرف سے ان حکمرانوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جن کا دولت مشترکہ کو سامنا ہے انگریزی میں ایک پیغام تیار کرکے اعلیٰ کاغذ پر شائع کیا گیا۔ اسی طرح دولت مشترکہ کے بیشتر ممالک کا تعلق چونکہ عیسائیت سے ہے اس لئے انگریزی میں ایک اور اشتہار بعنوان VISIT ANOTHER WONDER IN INDIA TOMB OF JESUS CHRIST. طبع کرایا گیا۔ ازاں بعد ان ہر دو اشتہارات انگریزی ترجمہ قرآن مجید' اسلام کا اقتصادی نظام' لائف آف محمد اور دیگر کتب پر مشتمل [illegible] پیکٹ تیار کرکے انہیں برطانیہ' آسٹریلیا' کینیڈا' برما' سری لنکا اور دولت مشترکہ کے رکن ممالک کے بیشتر سفارت خانوں کے توسط سے سربراہان مملکت تک پہنچایا گیا۔ یہ امر باعث [illegible] بیشتر سفارت خانوں کے متعلقین نے ہمارا یہ تحفہ نہ صرف خوشی سے قبول کیا بلکہ انہیں اپنے سربراہوں تک پہنچانے کا یقین بھی دلایا۔ دولت مشترکہ کے رکن ممالک کے علاوہ امریکہ' روس' جرمنی' جاپان' فرانس' چین اور ایتھوپیا وغیرہ ممالک کے سربراہوں کو بھی ان کے سفارت خانوں کے ذریعہ اسلامی لٹریچر پہنچایا گیا۔ علاوہ ازیں پرگتی میدان میں منعقدہ بین الاقوامی صنعتی نمائش [illegible] لال قلعہ' جامع مسجد' اشوکا ہوٹل' اکبر ہوٹل اور تاج ہوٹل کے گرد و نواح میں [illegible] سنجیدہ طبقہ میں وسیع پیمانہ پر لٹریچر کی تقسیم کی گئی۔ یہ تبلیغی مہم طے شدہ پروگرام کے مطابق [illegible] آئے ہوئے خدام کے دو گروپس کے تعاون سے انجام دی گئی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ہمارے اس تبلیغی پروگرام پر جہاں اغیار کے ایک طبقہ نے ہمیں مسخر [illegible] وہاں سنجیدہ طبع مسلمانوں نے اس امر پر انتہائی حیرت و استعجاب کا اظہار [illegible] کی تمام تنظیمیں چہلم اور دوسری غیر اسلامی رسومات کے [illegible] میں پھنسی ہوئی ہیں [illegible] جماعت احمدیہ ہی ہے جسے یہ دُھن سوار ہے کہ تبلیغ کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے۔ جہاں تک رسائی ہو وہاں تک پہنچا جائے اور پیغام حق پہنچایا جائے۔

اس موقعہ پر وفد کے مشورہ سے مکرم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بدر نے ایک [illegible] کی۔ چنانچہ روزنامہ "پرتاپ" دہلی نے "کامن ویلتھ کانفرنس ۔۔۔ احمدیہ جماعت [illegible] میں" کے عنوان سے یہ خبر شائع کی:۔

"دہلی ۲۴؍نومبر احمدیہ مسلم آرگنائزیشن قادیان (پنجاب) نے کامن ویلتھ کانفرنس [illegible]

خصوصی پیغامات ـ بقیہ

★ــ مہاراشٹر کے سب سے کثیر الاشاعت مراٹھی روز نامہ "لوک ستا" نے درج ذیل حقیقت افروز اداریہ سپرد قلم کیا ہے:ـ

"قادیان گاؤں مشرقی پنجاب، بھارت میں ہے ـ وہاں کے مرزا غلام احمد قادیانی نے انیسویں صدی کے وسط میں احمدیہ فرقہ کی بنیاد ڈالی ـ یہ فرقہ قرآن پر پورا یقین و عقیدہ رکھتا ہے ـ یہ فرقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیغمبر مانتا ہے ـ پھر بھی وہ کٹر متعصب مسلمانوں کی نظر میں کافر کیوں ہیں؟ یہ فرقہ قرآن کے کہنے کے مطابق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین بھی مانتا ہے ـ نبی یعنی اللہ کا پیغامبر ـ جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل بہت سے نبی گزرے ہیں اسی طرح ان کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتے ہیں ـ اس سے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو درجہ میں کم سمجھنے یا ان کی ارفع شان میں کمی کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ـ ان کا امتیاز و عظمت و خاصیت تو یہ ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی ہیں ـ ان پر قرآن پاک نازل ہوا ہے ـ خاتم النبیین کا مطلب تو یہ ہے سب سے افضل، سب سے عظیم، سب سے اونچا ـ قادیانیوں کے ان خیالات کے متعصب مسلمان سخت مخالف ہیں ـ اور متعصب مسلمانوں کے کہنے کے مطابق خاتم النبیین کے معنے ہیں آخری نبی اس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ـــ کیا قادیانیوں کی اس وجہ سے مخالفت کی جاتی ہے کہ وہ قرآن کریم کی آیت خاتم النبیین کے مذکورہ بالا معنے کرتے ہیں ـ نہیں ـ ہرگز نہیں ـ کیا ایک سورج کے ہوتے ہوئے ستاروں کی ضرورت باقی نہیں رہتی؟ ـــ

پاکستان بننے کے بعد قادیانی فرقہ کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر کام کرتے تھے ـ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں بھی احمدی قادیانی تھے ـ تب متعصب مسلمانوں میں احمدیہ فرقہ کے بارے میں بڑے تلخ جذبات پیدا ہوئے تھے ان کو بھڑکایا گیا ـ اسی لئے پاکستان کے پشاور اور لاہور میں قادیانیوں کے خلاف فساد ہوا تھا ـ پاکستانی مسلمانوں کے احمدیہ فرقہ کے بارہ میں تعصب کو ملحوظ رکھتے ہوئے برسراقتدار متعصب لوگوں کے دباؤ میں آکر بھٹو نے احمدیوں کو نیشنل اسمبلی کے ذریعہ غیر مسلم قرار دیا تھا ـ دیکھئے کیسی عجیب صورت حال ہے بھارت میں احمدی مسلمان ہیں اور پاکستان میں غیر مسلم ہیں ـ

پچھلے دنوں یہ افواہ گرم تھی کہ ضیاء الحق قادیانی ہے مسلمان نہیں ـ ضیاء الحق کو اس کی تردید ریڈیو سے کرنی پڑی ..... ایسا تو چلتا ہی رہے گا ـ آیت اللہ خمینی کی طرح کے رجحانات رکھنے والوں کے چیلے جہاں جہاں ہیں، کس کس کو کافر کہا جاتا رہے گا یہ کہنا مشکل ہے ـــ ایک ہی عقیدہ رکھنے والے مسلمان تاتاریوں اور ترکیوں کی ایران میں کیسی نازک حالت ہے ـ ان کو چنگیز خاں کی اولاد اور کافر کہا جا رہا ہے ـــ ایسی شرمناک بات اور الزام خمینی صاحب نے ان کے سروں پر تھوپ دیا ہے ـ اسی وجہ سے ان لوگوں کو اپنے بچاؤ کے لئے روس بھاگنا پڑتا ہے ـ کفر بازی اور فرقہ پرستی کی ایسی نازک حالت میں مسلمانوں کی انتشاری کیفیت انتہائی فکر انگیز ہے ـ اور اقبال کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے ؎

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

("لوک ستا" ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

★ــ شری ستیش پڈنیکر سٹیٹ منسٹر بیبر، ہاؤسنگ ـ ویلفیئر مہاراشٹر نے والی ایم سی اے ہال بمبئی میں منعقدہ مورخہ ۲۲ اکتوبر کی نشست میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:ـ

"احمدیہ کمیونٹی کی طرف سے جو انسانیت کی خدمت کی جا رہی ہے میرے میں اصل دھرم یہی ہے ـ جماعت احمدیہ نے انسانیت کی خدمت کی جو ایک مثال مہاراشٹر کی تمام تنظیموں اور انجمنوں کے لئے قائم کی ہے ـ میں اس کا ذکر ہمیشہ کروں گا ..... آپ انسانیت و مذہب کے لئے جو کام کر رہے ہیں اگر آپ کو اس سلسلے میں کسی وقت بھی میری مدد کی ضرورت ہو تو چوبیس گھنٹے میرے گھر کا دروازہ جماعت احمدیہ کے لئے کھلا ہے ـ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں"

★ــ جناب شری مسٹر بیدی میئر آف بمبئی نے جماعت احمدیہ کی طرف سے ۲۲ اکتوبر کو منعقدہ جلسہ پیشوایان مذاہب میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:ـ

"یہ خوشی کی بات ہے کہ احمدیہ جماعت جو بھارت کے کونے کونے میں ہے، انہوں نے بمبئی شہر میں اپنا پروگرام رکھا ـ آج وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم خدا کو یاد کریں ـ اور پھر مذہب تو آپس میں لڑنا نہیں سکھاتا ـ بلکہ مذہب تو ہمیں اور مل کر رہنا سکھاتا ہے ـ جماعت احمدیہ نے بمبئی شہر میں یہ جو جلسہ پیشوایان مذاہب کا کیا ہے اس کا خوشگوار اثر بمبئی شہر پر ضرور پڑے گا ـ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس جلسے میں شرکت کرنے اور افتتاحی خطاب کا موقعہ دیا"

جماعتی روایات کے شایان شان قابل تقلید مثال

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آئین کی رو سے قائم شدہ حکومت کی اطاعت اور امور مملکت کی انجام دہی میں اسے مکمل تعاون دینا جماعت احمدیہ کا طغرۂ امتیاز رہا ہے ـ تاریخ احمدیت ایسی بیشمار درخشندہ مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ جب بھی حکومت وقت کے خلاف عدم تعاون کی کوئی تحریک اٹھی، افراد جماعت نے اس سے مکمل کنارہ کشی اختیار کی ہے ـ اور اپنے جائز حقوق کے تحفظ کے لئے تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہونے کی بجائے ہمیشہ قانون اور ضابطہ کا سہارا لیا ہے ـ اسی نوع کی ایک تازہ مثال ابھی چند ماہ قبل آندھرا پردیش کے دارالحکومت حیدر آباد میں سامنے آئی جبکہ صوبائی حکومت کے ملازمین کی طرف سے مسلسل ۱۹ روز کی مکمل ہڑتال کے دوران جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے اسسٹنٹ سیکشن آفیسر ہمارے ایک مخلص احمدی نوجوان مکرم قریشی محمد یوسف صاحب اپنی شاندار جماعتی روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بدستور پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے محکمانہ فرائض انجام دیتے رہے ـ

موصوف کی حسن کارکردگی اور فرض شناسی پر جناب ڈپٹی سیکرٹری صاحب آندھرا گورنمنٹ نے اپنی چٹھی زیر نمبر $\frac{3206/OP.I/83-1}{18-11-1983}$ میں خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے ـ اللہ تعالیٰ موصوف کے اس جذبہ کو قبول فرمائے اور انہیں اسی طرح احسن رنگ میں اپنے مفوضہ فرائض کی انجام دہی کی توفیق دیتا رہے ـ آمین

(ادارہ)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَءَ ھُمْ بِالسَّلَامِ

(ابو داؤد)

ترجمہ:- لوگوں میں اللہ کو زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کرتا ہے۔

محتاجِ دعا:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی۔ (مہاراشٹر)

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے" (کشتی نوح)

پیشکش:- **ROYAL AGENCY**

C.B. CANNANORE - 670001.

H.O. PAYANGADI -670303. (KERALA)

PHONE:- PAYANGADI - 12.

CANNANORE - 4498.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

فون نمبر ۴۴۹۱۶ ٹیلیگرام: سٹار بون

سٹار بون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز:- کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۴۰-۱۲-۲ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑی جدوجہد سے حاصل کرو"

AHMAD & CO.

200, ARCOT ROAD, MADRAS-24. PHONE NO. 420381.

STOCKISTS OF:-
- SHALIMAR PAINTS
- ASIAN PAINTS
- GARWARE PAINTS
AND
- SUPER SNOWCEM.

DEALERS IN:-
- HARDWARE PIPES FITTING.
AND
- SANITARY WARES
ECT.

فون نمبر:- ۴۹۰۶۸

کوہِ نور ویج انڈسٹریز ایسوسی ایشن

بھارت میں اعلیٰ قسم کی دیاسلائی بنانے والے دو مشہور ٹریڈ مارکہ۔

NO. 2 DELUX QUALITY — اور — **AMBER**

پتہ:- نمبر ۶۵۷-۸-۱۸ عیدی بازار۔ حیدرآباد ۲۳

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر
کراچی میں
معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور
بنوانے کے لئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شمالی ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر ۶۱۴۰۶۹

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ
23-5222
23-1652 فون نمبرز:-
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار
HM
برائے:- ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر
SKF بال اور رولر بیرنگ، ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں
Auto TRADERS.
16, MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001.

"محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ ٹپسیا روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۳۹
SUNRISE RUBBER PRODUCTS.
2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA-39.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ
کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے!
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE No. 76360.
آٹو ونگس

THE WEEKLY B A D R QADIAN—143516
PHONE No. 33
PRICE Rs.
DECEMBER 1-83